انوارِ امامِ اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ



مرتب : سید محمد زین العابدین راشدی مدظلہ (ایم۔اے)

باہتمام: حافظ محمد جمیل قادری

مکتبہ غوثیہ

یونیورسٹی روڈ، کراچی پاکستان

یوم ندعوا کل اناس بامامھم ،

ترجمہ کنزالایمان: جس دن ہم ہر جماعت کو اس کے امام کے ساتھ بلائیں گے

انوارِ امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ

☆ امام اعظم پر نامور علماء محققین کے علمی و تحقیقی مقالات

☆ مخالفین کے اعتراضات کے علمی جوابات

مرتبہ

پیر طریقت حضرت علامہ صاحبزادہ

سید محمد زین العابدین شاہ راشدی مدظلہ العالی (ایم۔اے)

سعادت اہتمام

حافظ محمد جمیل قادری

مکتبہ غوثیہ ہول سیل

بالمقابل مین گیٹ عسکری پارک متصل دار العلوم غوثیہ

یونیورسٹی روڈ کراچی (9221) 4910584-4926110

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب	انوار امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ
شارح	علامہ سید محمد زین العابدین شاہ راشدی
باہتمام	حافظ محمد جمیل قادری
سن اشاعت	جنوری 2007ء
تعداد	1100
صفحات	584
قیمت	

مکتبہ غوثیہ رجسٹرڈ
بالمقابل مین گیٹ عسکری پارک متصل دار العلوم غوثیہ
یونیورسٹی روڈ کراچی (9221) 4910584-4926110

پیش لفظ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی وسلم علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ آلہ وصحبہ واولیاء امتہ اجمعین

عرصہ سے یہ آرزو تھی کہ بشارتِ مصطفیٰ، دعائے مرتضیٰ، سید التابعین، امام المجتہدین، امام الکاملین، امام المسلمین، امام الائمہ، سراج الامت، امام اعظم امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت، رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عظیم شخصیت پر حالاتِ حاضرہ کی ضرورت کے پیش نظر کام کیا جائے۔

۲۸ جنوری ۲۰۰۱ء کو کراچی جانے کے دو مقصد تھے ایک عظیم ''عالمی میلاد مصطفیٰ کانفرنس'' میں شرکت، دوسرا کام امامنا حضرتِ ابوحنیفہ تابعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق فقیر نے جو سندھی میں کتاب ''اطیب البیان فی مناقب امام الاعظم ابی حنیفة النعمان'' ''عرف'' ''سوانح امام المسلمین'' تحریر کی تھی اس کی طباعت تھا۔

ان دنوں فقیر راشدی غفرلہ نے کراچی کے احباب سے اپنے دل کی بات کہہ دی۔ ادارہ سبزواری پبلشرز کراچی کے بانی و ناظم محترم حافظ عبدالکریم قادری صاحب نے فقیر سے کہا کہ آپ امام اعظم کی شخصیت پر جامع کام کریں ہم اشاعت کی ذمہ داری قبول کرتے ہیں' سبزواری پبلشرز کے تعاون سے مولانا محمد طارق قادری صاحب اب مکتبہ امام غزالی (کراچی) کے زیر اہتمام یہ عظیم الشان گلدستہ شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔

مکتبہ امام غزالی نے انتہائی قلیل عرصہ میں تیس (۳۰) سے زائد کتب و رسائل شائع کر کے عوام وخواص سے قبولیت کی سند حاصل کی اور اس مجموعہ کی اشاعت ان کی شاندار کامیابی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ اور میری دُعا ہے کہ وہ اس طرح کے علمی کاموں کو زیور طبع سے آراستہ کر کے عوام وخواص تک یہ علم کے موتی پہنچائیں یہ اس دور میں دین کی سب سے بڑی خدمت ہوگی۔

فقیر نے لاڑکانہ پہنچ کر اس کام کو اٹھایا سب سے پہلے اپنی لائبریری پر نظر ڈالی' امام اعظم کے متعلق منتشر مواد کو جمع کیا۔ امام اعظم ابوحنیفہ کی شخصیت ہمہ جہت شخصیت ہے۔ ذاتِ والا صفات کے اندر بے شمار پہلو ہیں اور ہماری اول تا آخر یہ کوشش رہی ہے کہ تمام پہلوؤں کو سمیٹنے کی کوشش کریں۔ تا کہ قارئین امام اعظم ابوحنیفہ تابعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام ونسب، صورت وسیرت' بشارات وآثار' فضائل وکمالات' زہد وتقویٰ' عبادت وریاضت' کنیت والقابات' احادیث میں مقام، فقہی مقام' اساتذہ وتلامذہ' کے علاوہ تقلید' اجتہاد' اور فقہ حنفی کے حوالے سے اہم ومفید علمی وتحقیقی مقالات سے بھر پور استفادہ کر سکیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ قارئین کو اس کتاب سے کافی حد تک سیرابی ہوگی۔ میں اس پر تبصرہ کر رہا ہوں اصل تبصرہ قارئین فرمائیں گے جس کا ہمیں بھی انتظار رہے گا۔

امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قرآن واحادیث سے ہزاروں مسائل استنباط فرما کر امت مسلمہ پر وہ احسانِ

نگہبان شریعت حضرت نعمان بن ثابت
حدی خوانِ طریقت حضرت نعمان بن ثابت
سراج امت و مشکوٰۃ ملت مشعل قدرت
مہ چرخ فقاہت حضرت نعمان بن ثابت
علم بردارسنت، حجتہ اللہ آیہ رحمت
قطیع رفض و بدعت حضرت نعمان بن ثابت
ہوئی تدوین علم شرع ''تائب'' جن کے ہاتھوں سے
وہ فرزند رسالت حضرت نعمان بن ثابت

(حفیظ تائب)

☆☆☆☆☆

سوانح امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ

از: مولانا اختر حسین فیضی (انڈیا)

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ذات ستودہ صفات کسی تعارف کی محتاج نہیں' آپ کا ذکرِ جمیل رقم کرنا مجھ کم مایہ کے بس کی بات نہیں' صرف اس حوصلہ کے ساتھ اس میدان میں کود پڑا کہ آپ کی شخصیت پر لکھنے والوں کی فہرست میں ناچیز بھی شمار کیا جائے' اور اس امید کے ساتھ بھی کہ یہ تحریر دنیا میں ذریعہء کامیابی اور آخرت میں نجات کا سبب بنے' درج ذیل سطور میں مختصراً آپ کی حیات طیبہ پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

نام ونسب: کنیت ابوحنیفہ۔ لقب امام اعظم۔ نام نعمان بن ثابت بن زوطی بن ماہ فقیہ کوفی۔

آبائی وطن: وطن سے متعلق متعدد روایتیں منقول ہیں' آپ کے دادا زوطی باختلاف روایت کابل یا بابل' یا انبار یا نساء یا ترمذ کے رہنے والے تھے۔

ولادت: ولادت سے متعلق خود امام اعظم علیہ الرحمۃ والرضوان ارشاد فرماتے ہیں کہ میں ۸۰ھ میں پیدا ہوا اور ۹۴ھ میں حضرت عبداللہ بن اُنیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوفہ میں آئے تو میں نے انہیں دیکھا' اور ان سے حدیث سنی' اس وقت میں چودہ سال کا تھا انہیں فرماتے ہوئے سنا کہ۔

سمعت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یقول حبک الشی یعمی ویصم

(مسند ابی حنیفہ مع شرح ملاعلی قاری ص ۵۸۴/۵۸۵ مطبوعہ بیروت)

ترجمہ: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ کسی چیز کی محبت تجھ کو اندھا بھی کر دیتی ہے اور بہرہ بھی۔

مناقبِ مُوَفّق اور مناقب کردری میں بھی مذکور ہے کہ حضرت امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ ۸۰ھ میں پیدا ہوئے۔ اور یہی صحیح ہے۔

اسماعیل بن حماد بن ابی حنیفہ (علیہم الرحمہ) فرماتے ہیں کہ ثابت صغر سنی میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت امیر المومنین نے ثابت اور ان کی ذریت کے لئے دعاء برکت فرمائی' معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعاء ہمارے حق میں قبول کر لی۔

(وفیات الاعیان لابن خلکان ج ۵' ص ۴۰۵' مطبوعہ بیروت)

تعلیم وتربیت: آپ ابتداً علم کلام کی طرف مائل تھے' اور اس فن میں مہارت تامہ حاصل کی' چنانچہ آپ خود فرماتے ہیں کہ میں ابتدائی عمر میں بحث ومناظرہ میں مشغول رہتا تھا اس وقت بصرہ بحث ومباحثہ کا گہوارہ تھا' بحث ومناظرہ کے سلسلہ میں مجھے بیس سے زائد مرتبہ بصرہ آنا جانا پڑا تھا۔ خوارج اور حشویہ سے بحث ومناظرہ کرتا تھا' اس وقت علم کلام میرے نزدیک سب سے اعلیٰ اور افضل تھا' اور سمجھتا تھا کہ یہ علم اصولِ دین میں سے ہے اور اس سے دین کی بڑی

خدمت انجام پاتی ہے' اسی خیال سے میں ایک مدت تک اسی کو علم دین سمجھ کر دشمنا ن اسلام سے مقابلہ کرتا رہا' پھر سوچا کہ صحابہء کرام اور تابعین عظام دین میں ہم سے زیادہ علم وبصیرت رکھتے تھے اور وہ لوگ کبھی بحث ومباحثہ میں نہیں پڑے' بلکہ شرعی امور میں غور وفکر کیا اور فقہی ابواب ومسائل کو اپنی ذہنی وفکری کاوشوں کا محور بنایا۔

کچھ دنوں بعد آپ کی رسائی حضرت امام حماد بن سلیمان تک ہوئی' ان کے حلقہ درس میں شامل ہوئے اور خدمت میں رہ کر فقہ کی تعلیم حاصل کی' امام حماد بن سلیمان کی وفات ۱۲۰ھ میں ہوئی۔ اور امام صاحب ان کے انتقال تک ان کے ساتھ رہ کر حصولِ تعلیم میں مصروف رہے' جس کی مدت اٹھارہ سال ہے۔ استاد کے انتقال کے بعد ان کی جگہ پر جلوہ افروز ہوئے اور فقہی تدریس میں مشغول ہوگئے اور نہایت کامیاب اور لائق شاگردوں کی جماعت تیار کی جنہوں نے مذہب حنفی کو بہت فروغ دیا۔ جن میں امام ابو یوسف' امام زفر بن ہذیل' امام محمد بن حسن اور امام حسن بن زیاد بہت مشہور ہیں۔ یوں تو آپ کے تلامذہ کی تعداد کئی ہزار بتائی جاتی ہے' جن میں بہت سے اسماء کی ایک فہرست بھی منقول ہے' جن کا یہاں درج کرنا طوالت سے خالی نہیں۔

فقاہت: قال الشافعی من اراد ان ینجر فی الفقه فهو عیال ابی حنیفة انه ممن وفق له الفقه هذه روایة حرملة۔ (الخیرات الحسان الفصل الثالث عشر ۱۳ مطبوعہ کراچی)

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جو شخص فقہ میں عبور حاصل کرنا چاہے وہ ابوحنیفہ کا محتاج ہے کیوں کہ وہ ان میں سے ہیں جنہیں فقہ کا علم دیا گیا۔

حموی نے شرح اشباہ میں امام ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ والرضوان کا یوں تذکرہ فرمایا ہے۔

عبدالله بن المبارک (رحمه الله) یقول ان الا ثر قد عرف وان احتیج الی الرای فرای مالک (رحمه الله) وسفیان (رحمه الله) وابی حنیفة (رحمه الله) احسنهم رایاً وارقهم فطنة واغوصهم علی الفقه وهو افقه الثلاثة. (غمز عیون البصائر امام احمد بن محمد الحمودی ص ۲۸ مطبوعہ کراچی)

عبداللہ ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ حدیث شناس تھے' اگر رائے اور قیاس کی ضرورت ہو تو مالک' سفیان اور ابوحنیفہ کی رائے معتبر ہے' اور ابوحنیفہ ان میں ذہانت کے اعتبار سے احسن وادق اور فقہ کے غوطہ زن ہیں۔ اور ان تینوں میں افقہ (یعنی فقہ کے زیادہ جاننے والے) ہیں۔

امام ابن حجر شافعی نے اپنی کتاب میں تحریر فرمایا۔

قال (عبدالله) بن المبارک راءیت مسعر افی حلقة ابی حنیفة یساء له ویستفید منه وقال مارایت افقه منه. (الخیرات الحسان)

عبداللہ ابن مبارک نے فرمایا کہ میں نے مُسعر کو امام اعظم ابوحنیفہ کے حلقہ درس میں سوالات کرتے اور استفادہ

کرتے دیکھا ہے' اور انہوں نے فرمایا کہ میں نے ان سے بڑا کوئی فقیہ نہیں دیکھا۔

ابو مطیع فرماتے ہیں کہ میں ایک شب امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں کوفہ کی جامع مسجد میں تھا کہ سفیان ثوری' مقابل بن حبان' حماد بن سلمہ' جعفر صادق اور دیگر فقہائے کرام تشریف لائے اور حضرت امام رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ گفتگو میں مشغول ہوگئے' دوران گفتگو لوگوں نے کہا کہ ہم نے سنا ہے کہ آپ اکثر مسائل میں قیاس سے کام لیتے ہیں۔ صبح سے دوپہر تک اسی موضوع پر بحث ہوتی رہی امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا مذہب ان لوگوں کے سامنے پیش فرمایا کہ پہلے کتاب اللہ پر عمل کرتا ہوں' اس کے بعد سنتِ رسول اللہ پر' پھر صحابہ کے ان فیصلوں پر جن پر سب کا اتفاق ہوا اس کے بعد قیاس کرتا ہوں اتنی گفتگو سننے کے بعد لوگوں نے امام صاحب کے ہاتھ اور پاؤں کا بوسہ دیا۔ اور فرمایا آپ سید العلماء ہیں ہماری خطا معاف فرمائیں' آپ کے تبحر علمی سے ہم غافل تھے' امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا غفر الله لنا ولکم اجمعین. اللہ تعالیٰ ہماری اور آپ حضرات کی مغفرت فرمائے۔ (المیزان الکبریٰ عبدالوہاب شعرانی ص ۲۳ ترکی)

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ ایک روز امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا گیا کہ آپ نے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ ضرور دیکھا ہے وہ ایسے زبردست عالم تھے کہ اگر وہ تم سے اس ستون کے بارے میں بحث کریں تو دلائل سے سرخ سونا ثابت کر دیں۔

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک روایت نقل کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بالفرض اگر علم آسمان میں ثریا ستارے کے پاس ہو تو اس کو فارس کے کچھ لوگ حاصل کرتے۔ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

انه علیه الصلوٰة والسلام قال ترفع زینة الدنیا سنة خمسین وماة .

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ۱۵۰ھ میں دنیا کی زینت ختم ہوجائے گی۔

روایات میں مذکور ہے کہ جب ۱۵۰ھ میں حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات ہوئی تو یہ واضح ہوگیا کہ نبی اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث مذکور میں آپ کے سنہ وفات کی طرف اشارہ فرمایا ہے' کیوں کہ بعد وفات وہ حسن وزیبائی جوان کے دور میں تھی دنیا سے رخصت ہوگئی۔

آپ کی تابعیت: تابعی وہ خوش بخت انسان ہے جس نے بحالت ایمان کسی صحابی سے ملاقات کی ہو اور ایمان ہی کی حالت میں وصال بھی ہوا ہو۔ پیچھے ذکر کیا جاچکا کہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے ۹۴ھ میں حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی رسول سے ملاقات کی اور ان سے ایک حدیث بھی سماعت فرمائی۔ ثبوتِ تابعیت کے لئے اتنا ہی کافی ہے۔ روایات سے ثابت ہے کہ آپ نے حضرت انس، حضرت ابن اوفیٰ اور دیگر صحابہ کرام سے ملاقات کی۔ آپ کے زمانہ مبارک میں بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین بقیدِ حیات تھے' اور

ان میں سے اکثر کی ملاقات ثابت ہے۔ تفصیلات کیلئے بڑی کتابوں کی طرف رجوع کریں۔

تقویٰ: حضرت اسد ابن عمرو نے فرمایا کہ آپ نے چالیس سال تک عشاء کے وضو سے نمازِ فجر ادا کی اور رات میں ایک رکعت میں پورا قرآن پڑھتے۔ خشیتِ الٰہی سے جو رونے کی آواز پیدا ہوتی آپ کے پڑوسی سنتے اور رحم کھاتے جس جگہ آپ کی روح مبارکہ قفس عنصری سے پرواز کی وہاں آپ نے ستر ہزار مرتبہ قرآن مجید ختم فرمایا۔ حضرتِ حسن بن عمارہ نے آپ کو غسل دیتے وقت فرمایا کہ اللہ عزوجل آپ کو بخش دے اور آپ پر رحم فرمائے کہ آپ تیس سال روزے سے تھے اور چالیس سال تہائی رات تک بغرض استراحت تکیہ نہیں استعمال کیا۔ (وفیات الاعیان)

آپ بہت حقوق شناس اور سخی تھے۔ مروی ہے کہ جس وقت آپ اہل وعیال کے لیے اخراجات نکالتے' اسی انداز سے علماء ومشائخ کے لیے اسی وقت اخراجات علیحدہ فرماتے ان کے درمیان تقسیم کراتے۔

حضرتِ شفیق بن ابراہیم بلخی روایت کرتے ہیں کہ ایک روز امام اعظم کے ساتھ میں کہیں جا رہا تھا اتفاقاً ایک شخص سامنے آتا دکھائی دیا وہ ہم سے چھپنا چاہا ہم لوگ اس کی طرف سے گزرے ابھی وہ سامنے ہی ہوا تھا کہ امام صاحب نے اسے آواز دی اور کہا "کہ ہمیں دیکھ کر راستہ کیوں کاٹ رہے ہو۔ کیوں شرمندہ ہو رہے ہو' کیا وجہ ہے؟ اس شخص نے عرض کیا کہ میں نے آپ سے دس ہزار روپے قرض لیے تھے اور ابھی تک اس کی ادائیگی نہیں کر سکا ہوں' اور اس وقت جب میں نے آپ کو دیکھا تو شرمندہ ہو کر چھپنے لگا کہ آپ مجھے نہ دیکھ سکیں۔ حضرتِ امام نے کہا کہ میں نے وہ قرضہ معاف کر دیا اب کوئی شرمندگی نہیں ہونی چاہیے۔ حضرتِ شفیق بلخی کہتے ہیں کہ میں نے دل میں کہا کہ حقیقت میں یہی شخص زاہد اور بامروت انسان ہے۔ (تذکرۃ الاولیاء، از: فرید الدین عطارؔ مطبوعہ ترکی)

اساتذۂ کرام: سراج الائمہ امام ابوحنیفہ علیہ الرحمہ والرضوان کے اساتذہ کی تعداد چالیس ہزار بتائی جاتی ہے' کتاب "تہذیب الکمال" میں چھتیس اسماء اساتذہ کی ایک فہرست درج ہے جسے مولانا عبدالحی فرنگی محلی نے عمدۃ الرعایۃ مقدمہ شرح وقایہ میں نقل کیا ہے وہ فہرست تبرکاً پیش قارئین ہے۔

(۱) حضرتِ نافع مولیٰ ابن عمر (۲) موسیٰ بن ابی عائشہ (۳) حماد بن ابی سلیمان (۴) محمد بن شہاب الزہری الاعرج (۵) عکرمہ مولیٰ ابن عباس (۶) عبدالرحمٰن بن ہرمز الاعرج (۷) ابراہیم بن محمد (۸) جبلہ سحیم (۹) قاسم المسعودی (۱۰) عون بن عبداللہ (۱۱) علقمہ بن مرشد (۱۲) علی بن اقمر (۱۳) عطاء بن رباح (۱۴) قابوس بن حیسان (۱۵) خالد بن علقمہ (۱۶) سعید بن مسروق الثوری (۱۷) سلمہ بن کہیل (۱۸) سماک بن حرب (۱۹) شداد بن عبدالرحمٰن (۲۰) ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن (۲۱) ابوجعفر محمد الباقر (۲۲) اسماعیل بن عبدالملک (۲۳) حارث بن عبدالرحمٰن (۲۴) حسن بن عبداللہ (۲۵) حکم بن عتیبہ (۲۶) طریف بن سفیان العدی (۲۷) عامر بن سبیعی (۲۸) عبدالکریم بن ابی امیہ (۲۹) عطاء بن سائب (۳۰) محارب بن وثار (۳۱) محمد بن سائب (۳۲) معن بن عبدالرحمٰن (۳۳) منصور بن

معتمر (۳۴) ہشام بن عروہ (۳۵) یحییٰ بن سعید (۳۶) ابوزبیر مکی رضی اللہ تعالیٰ عنہم (عمدۃ الرعایۃ مقدمہ شرح وقایہ عبدالحی فرنگی، ج ۱، ص ۲۳ دہلی)

امام اعظم اور عمل بالحدیث: بعض معاندین اہلسنت ومنکرین تقلیدیوں ہی منکرین حدیث امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ وہ حدیث رسول پر اپنے قیاس کو ترجیح دیتے ہیں۔ جب کہ حقیقت سے اس کا کچھ تعلق نہیں اس بے جا الزام کی تردید کے لیے "کتاب سنت خیر الانام" سے اقتباس کر کے یہ سطریں پیش کی جارہی ہیں حقیقت بین نظریں جن کے مطالعہ سے ضرور محظوظ ہوں گی۔

حضرتِ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ایک حدیث مروی ہے کان النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم اذا خرج اقرع بین نسائه

کہ حضور ﷺ جس وقت سفر پر تشریف لے جاتے تھے تو اپنی ازواج مطہرات میں قرعہ اندازی فرماتے جس کے نام کا قرعہ نکلتا اسے معیت وہمرکابی کا شرف نصیب ہوتا۔

اس حدیث پر حضرتِ امام اعظم علیہ الرحمہ کا نام لے کر اعتراض کیا گیا ہے کہ امام صاحب نے یہ کہہ کر اس حدیث سے انکار کر دیا کہ قرعہ اندازی اصولاً قمار بازی ہے جو حرام ہے اس لیے اس حدیث کو کیسے صحیح مانا جا سکتا ہے۔

معلوم نہیں انہوں نے امام صاحب کے یہ الفاظ کہاں سے نقل کیے ہیں۔ معتبر اور مشہور کتب میں تو امام صاحب کا یہ قول منقول ہے۔

حکی ابن المنذر عن ابی حنیفة انه جوزها وقال هی فی القیاس لاتستقیم ولکنا نترک القیاس فی ذلک للاثار والسنة . (عمدة القاری باب هل یقرع فی القیمة)

ترجمہ: ابن منذر نے امام ابوحنیفہ سے نقل کیا ہے کہ آپ قرعہ اندازی کو جائز سمجھتے تھے اور کہتے تھے کہ قیاساً تو قرعہ اندازی درست معلوم نہیں ہوتی لیکن ہم قیاس کو آثار اور سنتِ نبوی کے لیے ترک کر رہے ہیں۔

اس کی مزید توضیح کے لیے ذرا مندرجہ ذیل اقتباس پڑھیے۔

وفیه صحة القرعة بین النساء وبه استدلال مالک والشافعی واحمدرحیما هیر العلماء فی العمل بالقرعة فی القسم بین الزوجات وفی العتق والوصایا و لقسم ونحوذلک (قیل) المشهور عن ابی حنیفة ابطال القرعة قلتُ (العینی) لیس المشهور عن ابی حنیفة ابطال القرعة وابو حنیفة لم یقل کذلک وانما قال القیاس یا باهالانه تعلیق لا استحقاق بخروج القرعة وذلک قمار ولکن ترکنا القیاس للآثار وللتعامل الظاهر من الدن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلی الیٰ یومنا هذا من غیر نکیر منکر وانما قال ههنا یفعل تطیباً لقلوبهن (عمدة القاری' حدیث الافک)

پاس لٹکا ہوا ہوگا تو عرب اس کو نہ پاسکیں گے، البتہ فارس والے اسے حاصل کرلیں گی۔ (رواہ طبرانی)

حضرتِ امام سیوطی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

''میں کہتا ہوں کہ حضور ﷺ نے یقیناً ان احادیث میں امام ابوحنیفہ قدس سرہ کی خبر دی ہے، جس کی روایت حضرتِ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کی ہے۔ (بعض سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہیں) (تبییض الصحیفہ ص۳)

امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ اور علمِ حدیث:

غیر مقلدین حضرات کے نزدیک حضرتِ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ علمِ حدیث میں بالکل نابلد ہیں۔ اس طرزِ فکر پر خود غیر مقلدین کے مقتدر عالم جناب داود غزنوی صاحب نے اظہار افسوس کیا ہے کہتے ہیں۔

''جماعت اہلِ حدیث کو حضرتِ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روحانی بددعا لے کر بیٹھ گئی ہے، ہر شخص ابوحنیفہ، ابوحنیفہ کہہ رہا ہے، کوئی بہت ہی عزت کرتا ہے تو امام ابوحنیفہ کہہ دیتا ہے۔ پھر ان کے بارے میں ان کی تحقیق یہ ہے کہ وہ تین حدیثیں جانتے تھے یا زیادہ سے زیادہ گیارہ، اگر کوئی بڑا احسان کرے تو وہ سترہ احادیث کا عالم گردانتا ہے۔ جو لوگ اتنے جلیل القدر امام کے بارے میں یہ نقطہ نظر رکھتے ہوں ان میں اتحاد و یکجہتی کیونکر پیدا ہوسکتی ہے۔ (حضرت مولانا داود غزنوی ص۱۳۰)

حضرتِ عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ:

فرماتے ہیں کہ ''تم پر لازم ہے اثر کا علم اور اثر کا علم حاصل کرنے کے لیے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت لازم ہے کہ انہی سے حدیث کا معنیٰ اور تاویل مل سکتی ہے۔'' (المناقب ص۳۰۷) یاد رہے کہ حضرتِ عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ عظیم محدث تھے، وہ ایک ایسے آدمی سے تحصیل حدیث کا مشورہ کیسے دے سکتے ہیں جو حدیث کو نہیں جانتا۔

صدر الائمہ امام موفق رحمۃ اللہ علیہ:

فرماتے ہیں کہ ''امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب ''الآثار'' کو چالیس ہزار احادیث سے منتخب فرمایا۔ (المناقب ص۸۴)

امام ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ:

نقل فرماتے ہیں کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تصانیف میں ستر ہزار سے زیادہ حدیثیں بیان

فرمائی ہیں جب کہ چالیس ہزار سے کتاب الآثار کو منتخب فرمایا ہے۔

(مناقب الامام ذیل الجواھر المضیہ جلد۲ ص۴۷۴)

علامہ ابن حجر ہیتمی رحمۃ اللہ علیہ:

فرماتے ہیں کہ حضرتِ امام نے چار ہزار مشائخ کرام سے جو کہ آئمہ تابعین تھے اور دوسرے حضرات سے روایت کی ہے، اس لیے علامہ ذہبی اور دوسرے علماء نے آپ کو حدیث کے حفاظ میں شمار کیا ہے اور جس شخص نے گمان کیا کہ وہ حدیث کی طرف کم توجہ دیتے تھے اس نے تساہل یا حسد کی بنا پر ایسا کیا۔ (الخیرات الحسان ص۶۶)

مسعر بن کدام رحمۃ اللہ علیہ:

فرماتے ہیں طلبت مع ابی حنیفة الحدیث فغلبنا میں نے ابوحنیفہ کے ساتھ حدیث کی تحصیل کی، وہ ہم سب پر غالب تھے۔ (مناقب اللذہبی ص۲۷)

سب سے بڑھ کر امام خود فرماتے ہیں کہ میرے پاس ذخیرہ حدیث کے بہت سے صندوق بھرے پڑے ہیں جن میں سے بہت تھوڑا حصہ انتفاع کے لیے نکالا ہے۔ (المناقب از موفق) غیر مقلد حضرات نے ابنِ خلدون کے حوالے سے یہ پروپیگنڈہ کیا ہے کہ امام کو سترہ حدیثیں یاد تھیں، حالانکہ ابنِ خلدون نے حضرتِ امام رحمۃ اللہ علیہ کو حدیث کے کبار مجتہدین میں شمار کیا ہے اور رد و قبول کے سلسلہ میں ان کے مذہب کو قابلِ اعتماد کہا ہے۔ (مقدمہ ص۴۶۴) باقی انہوں نے جو یہ کہا ہے قالوا ابوحنیفة رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ یقال بلغت روایة الی سبعة عشر حدیثا اونحوھا.

ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سترہ یا اس کے لگ بھگ حدیثیں مروی ہیں، اس کی ہم مختلف پہلوؤں سے تشریح کرتے ہیں۔

ا......ایک ہے اخذ حدیث یعنی حدیث حاصل کرنا اور دوسرا ہے روایت حدیث یعنی حدیث پھیلانا اور پڑھانا، ابنِ خلدون کے قول سے روایت حدیث کی قلت ثابت ہوتی ہے اخذ حدیث کی ہرگز نہیں، اور روایت حدیث میں قلیل ہونا کوئی جرم اور علمِ حدیث میں بے بضاعت ہونے کی دلیل نہیں، علامہ ابنِ حجر نے کیا خوب کہا ہے ''وہ مسائل کے استنباط میں مصروف تھے اس لیے ان کی روایتیں پھیل نہیں سکیں۔ جس طرح حضرتِ ابوبکر اور حضرتِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایات ان کی مصروفیات کی وجہ سے کم ہوئیں اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان جیسے دوسرے صحابہ کی روایات بے شمار ہیں، یہ حضرات عوام کے

ان میں سے اکثر کی ملاقات ثابت ہے۔تفصیلات کیلئے بڑی کتابوں کی طرف رجوع کریں۔

تقویٰ: حضرت اسدا بن عمرو نے فرمایا کہ آپ نے چالیس سال تک عشاء کے وضو سے نمازِ فجر ادا کی اور رات میں ایک رکعت میں پورا قرآن پڑھتے۔خشیتِ الٰہی سے جو رونے کی آواز پیدا ہوتی آپ کے پڑوسی سنتے اور رحم کھاتے جس جگہ آپ کی روح مبارکہ قفس عصری سے پرواز کی وہاں آپ نے ستر ہزار مرتبہ قرآن مجید ختم فرمایا۔

حضرتِ حسن بن عمارہ نے آپ کو غسل دیتے وقت فرمایا کہ اللہ عزوجل آپ کو بخش دے اور آپ پر رحم فرمائے کہ آپ تیس سال روزے سے تھے اور چالیس سال تہائی رات تک بغرض استراحت تکیہ نہیں استعمال کیا۔(وفیات الاعیان)

آپ بہت حقوق شناس اور سخی تھے۔مروی ہے کہ جس وقت آپ اہل وعیال کے لیے اخراجات نکالتے' اسی انداز سے علماء ومشائخ کے لیے اسی وقت اخراجات علیحدہ فرماتے ان کے درمیان تقسیم کراتے۔

حضرتِ شفیق بن ابراہیم بلخی روایت کرتے ہیں کہ ایک روز امام اعظم کے ساتھ میں کہیں جا رہا تھا اتفاقاً ایک شخص سامنے آتا دکھائی دیا وہ ہم سے چھپنا چاہا ہم لوگ اس کی طرف سے گزرے ابھی وہ سامنے ہی ہوا تھا کہ امام صاحب نے اسے آواز دی اور کہا کہ ہمیں دیکھ کر راستہ کیوں کاٹ رہے ہو۔کیوں شرمندہ ہو رہے ہو' کیا وجہ ہے؟ اس شخص نے عرض کیا کہ میں نے آپ سے دس ہزار روپے قرض لیے تھے اور ابھی تک اس کی ادائیگی نہیں کر سکا ہوں' اور اس وقت جب میں نے آپ کو دیکھا تو شرمندہ ہو کر چھپنے لگا کہ آپ مجھے نہ دیکھ سکیں۔حضرتِ امام نے کہا کہ میں نے وہ قرضہ معاف کر دیا اب کوئی شرمندگی نہیں ہونی چاہیے۔حضرتِ شفیق بلخی کہتے ہیں کہ میں نے دل میں کہا کہ حقیقت میں یہی شخص زاہد اور بامروت انسان ہے۔(تذکرۃ الاولیاء، از: فریدالدین عطارؔ مطبوعہ ترکی)

اساتذۂ کرام: سراج الائمہ امام ابوحنیفہ علیہ الرحمہ والرضوان کے اساتذہ کی تعداد چالیس ہزار بتائی جاتی ہے' کتاب ''تہذیب الکمال'' میں چھتیس اسماء اساتذہ کی ایک فہرست درج ہے جسے مولانا عبدالحی فرنگی محلی نے عمدۃ الرعایۃ مقدمہ شرح وقایہ میں نقل کیا ہے وہ فہرست تبرکاً پیش قارئین ہے۔

(۱) حضرت نافع مولیٰ ابن عمر (۲) موسیٰ بن ابی عائشہ (۳) حماد بن ابی سلیمان (۴) محمد بن شہاب الزہری الاعرج (۵) عکرمہ مولیٰ ابن عباس (۶) عبدالرحمٰن بن ہرمز الاعرج (۷) ابراہیم بن محمد (۸) جبلہ سحیم (۹) قاسم المسعودی (۱۰) عون بن عبداللہ (۱۱) علقمہ بن مرشد (۱۲) علی بن اقمر (۱۳) عطاء بن رباح (۱۴) قابوس بن حیساں (۱۵) خالد بن علقمہ (۱۶) سعید بن مسروق الثوری (۱۷) سلمہ بن کہیل (۱۸) سماک بن حرب (۱۹) شداد بن عبدالرحمٰن (۲۰) ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن (۲۱) ابوجعفر محمد الباقر (۲۲) اسماعیل بن عبدالملک (۲۳) حارث بن عبدالرحمٰن (۲۴) حسن بن عبداللہ (۲۵) حکم بن عتیبہ (۲۶) طریف بن سفیان العدی (۲۷) عامر بن سبیعی (۲۸) عبدالکریم بن ابی امیہ (۲۹) عطاء بن سائب (۳۰) محارب بن وثار (۳۱) محمد بن سائب (۳۲) معن بن عبدالرحمٰن (۳۳) منصور بن

معتمر (۳۴) ہشام بن عروہ (۳۵) یحییٰ بن سعید (۳۶) ابوزبیر مکی رضی اللہ تعالیٰ عنہم (عمدۃ الرعایۃ مقدمہ شرح وقایہ عبدالحی فرنگی، ج ا، ص ۲۳ دہلی)

امام اعظم اور عمل بالحدیث: بعض معاندین اہلسنت ومنکرین تقلید یوں ہی منکرین حدیث امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ وہ حدیث رسول پر اپنے قیاس کو ترجیح دیتے ہیں۔جب کہ حقیقت سے اس کا کچھ تعلق نہیں اس بے جا الزام کی تردید کے لیے ''کتاب سنت خیر الانام'' سے اقتباس کر کے یہ سطریں پیش کی جا رہی ہیں حقیقت بین نظریں جن کے مطالعہ سے ضرور محظوظ ہوں گی۔

حضرتِ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ایک حدیث مروی ہے کان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم اذا خرج اقرع بین نسائہ

کہ حضور ﷺ جس وقت سفر پر تشریف لے جاتے تھے تو اپنی ازواج مطہرات میں قرعہ اندازی فرماتے جس کے نام کا قرعہ نکلتا اسے معیت وہمرکابی کا شرف نصیب ہوتا۔

اس حدیث پر حضرتِ امام اعظم علیہ الرحمہ کا نام لے کر اعتراض کیا گیا ہے کہ امام صاحب نے یہ کہہ کر اس حدیث سے انکار کر دیا کہ قرعہ اندازی اصولاً قمار بازی ہے جو حرام ہے اس لیے اس حدیث کو کیسے صحیح مانا جاسکتا ہے۔

معلوم نہیں انہوں نے امام صاحب کے یہ الفاظ کہاں سے نقل کیے ہیں۔معتبر اور مشہور کتب میں تو امام صاحب کا یہ قول منقول ہے۔

حکی ابن المنذر عن ابی حنیفة انه جوزها وقال هی فی القیاس لاتستقیم ولکنا نترک القیاس فی ذلک للاثار والسنة .(عمدة القاری باب هل یقرع فی القیمة)

ترجمہ: ابن منذر نے امام ابوحنیفہ سے نقل کیا ہے کہ آپ قرعہ اندازی کو جائز سمجھتے تھے اور کہتے تھے کہ قیاساً تو قرعہ اندازی درست معلوم نہیں ہوتی لیکن ہم قیاس کو آثار اور سنتِ نبوی کے لیے ترک کر رہے ہیں۔

اس کی مزید توضیح کے لیے ذرا مندرجہ ذیل اقتباس پڑھیے۔

وفیه صحة القرعة بین النساء وبه استدلال مالک والشافعی واحمد رحیما هیر العلماء فی العمل بالقرعة فی القسم بین الزوجات وفی العتق والوصایا و لقسم ونحوذلک (قیل) المشهور عن ابی حنیفة ابطال القرعة قلتُ (العینی) لیس المشهور عن ابی حنیفة ابطال القرعة وابو حنیفة لم یقل کذلک وانما قال القیاس یا باهالانه تعلیق لا استحقاق بخروج القرعة وذلک قمار ولکن ترکنا القیاس للأثار وللتعامل الظاهر من الدن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلی الیٰ یومنا هذا من غیر نکیر منکر وانما قال ههنا یفعل تطیباً لقلوبهن (عمدة القاری ' حدیث الافک)

تلامذہ: شاگردان امام اعظم بے شمار ہیں، وہ حضرات جنہیں درجہ اجتہاد حاصل ہے ان میں سے چند اسماء گرامی پیشِ خدمت ہیں۔

(۱) حضرتِ امام ابویوسف (۲) حضرتِ محمد بن حسن شیبانی (۳) حضرتِ امام زفر (۴) حضرتِ حسن بن زیاد (۵) حضرتِ ابومطیع بلخی (۶) حضرتِ وکیع (۷) حضرتِ عبداللہ بن مبارک استاد حضرتِ امام بخاری (۸) زکریا ابن زائدہ (۹) حفص بن غیاث نخعی (۱۰) داؤد طائی رئیس الصوفیہ (۱۱) یوسف بن خالد سمتی (۱۲) اسد بن عمر (۱۳) نوح بن مریم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

وصال: آپ کے سنہ وصال میں اختلاف ہے ایک روایت میں ہے کہ شعبان ۱۵۰ھ میں وصال ہوا دوسری میں روایت ہے رجب ۱۵۰ھ کی ہے اور تیسری ۱۵۳ھ کی بھی ملتی ہے کہ آپ بغداد کے قید خانہ میں جاں بحق ہوئے اور کہا جاتا ہے کہ جیل خانہ میں وفات نہیں ہوئی بلکہ آپ کو زہر کا پیالا دیا گیا۔ اور آپ نے پینے سے اعراض کیا اور فرمایا کہ مجھے قتل پر آمادہ نہ کرو۔ اس کے بعد آپ کے منہ میں جبراً پیالہ انڈیلا گیا۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ منصور کی بارگاہ میں تھے اور وہیں وفات ہوئی حسن بن عمارہ نے نمازِ جنازہ پڑھائی۔ پچاس ہزار افراد نے نماز میں شرکت کی۔ منصور نے آپ کی قبر پر جا کر نماز پڑھی۔ آپ کی قبر انور بغداد میں اعظمیہ کے علاقہ میں مرجع خلائق ہے لوگ قبر کی زیارت کرتے اور برکت حاصل کرتے ہیں۔

مذہب حنفی کی مقبولیت: حنفی مذہب کوفہ میں پیدا ہوا امام اعظم ابوحنیفہ کی وفات کے بعد علماء نے اسے بغداد میں پڑھا پڑھایا۔ اور وہیں سے اس کی عام اشاعت ہوئی ابتداً عراق کے مختلف شہروں میں پھیلا۔ پھر دنیا کے دور دراز شہروں اور ملکوں میں اس کی اشاعت ہوئی۔ اور تھوڑے ہی عرصہ میں بغداد، مصر، شام، بلخ، بخارہ، فرغانہ۔ فارس۔ ہندوستان۔ سندھ اور یمن کے اطراف و جوانب میں پھیل گیا۔

مختلف ممالک کے اولیاء کرام نے جو مجاہدہ کے اعتبار سے ثابت قدم اور میدانِ مشاہدہ کے شہسوار تھے مذہب حنفی کی پیروی کی جیسے ابراہیم بن ادھم، شفیق بلخی، معروف کرخی، بایزید بسطامی، فضیل بن عیاض۔ داؤد طائی، ابوحامد لفاف، خلف بن ایوب، عبداللہ بن مبارک، وکیع ابن جراح، ابوبکر وراق حکیم ترمذی، حکیم ابوالقاسم سمرقندی، ۔ ابوسلیمان دارانی، یحییٰ ابن معاذ رازی۔

سلاسل طریقت کا ایک جم غفیر مذہب حنفی کا پیرو ہے، اہلِ طریقت کے چند اسماء گرامی پیش خدمت ہیں۔ مولانا روم۔ شیخ فریدالدین عطار۔ حکیم سنائی غزنوی، شیخ علی ہجویری معروف بہ داتا گنج بخش، شیخ زین الدین ابی تائبادی، امیر قوم سجستانی امیر حسنی، خواجہ معین الدین چشتی، مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی وغیرہ۔ عظیم المرتبت محدثین نے بھی آپ کے مذہب کی تقلید کی ہے جیسے وکیع بن جراح اور یحییٰ ابن معاذ۔

جمہور فقہاء اور متکلمین جو آفتابِ ہدایت اور ماہتاب روایت شمار کیے جاتے ہیں انہوں نے بھی امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کو اختیار کیا جن کا تذکرہ طوالت کے خوف سے چھوڑ دیا جاتا ہے۔

قدیم و جدید معتمد فقہا بھی آپ کے مذہب کی طرف گئے ہیں۔ اور شیوخ معتزلہ جو قوتِ جدل و استدلال میں ماہر تھے انہوں نے بھی فروعات دین میں آپ کی تقلید کو پسند کیا۔ اور خاکساری کے ساتھ آپ سے استفادہ کیا۔ چنانچہ حافظ وقار اللہ اور مطرزی وغیرہ کی تالیفات اس پر بطورِ ثبوت پیش کی جاسکتی ہیں۔ عرفاء فقہاء روسا اور عامہ مسلمین کا طبقہ آپ کا متبع ہے جن کے افراد اکثر ممالک میں بکھرے ہوئے ہیں اور تمام لوگ آپ کی نیک نامی کے معترف ہیں۔

☆☆☆☆☆

سراج الامّہ امامِ اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

از: مولانا رجب علی صاحب (کراچی)

جوقوم اپنے محسنوں کے نقوش پا سے اپنے دل ودماغ کو جلانہ بخشے ان کی راہوں پر چلنے سے صرف نظر کرے ان کی پاکیزہ زندگیوں سے اکتساب فیض نہ کرے انہیں بھول جانے کی حماقت میں مبتلا ہو وہ بہت جلد صفحہ ہستی سے حرف غلط کی طرح مٹ جاتی ہے۔جن بزرگوں نے ہمیں اسلام کی تبلیغ وتشہیر کی راہیں سمجھائیں' اپنے علم وعمل سے نیکیوں کے فروغ کے طریقے سکھائے' ایسے جلیل القدر صاحبانِ علم کی تعلیمات کو عام کرنا ہماری ملی زندگی کے لیے آبِ حیات کا کام دے گی اور اس میں کوتاہی سمِ قاتل کا درجہ رکھتی ہے۔

انہیں مقدس نفوس میں سراج الامہ امام الائمہ رئیس المتکلمین زبدۃ المجتھدین استاذ المحدثین شمس الفقھاء بدر الاولیاء جامع شریعت نقیب طریقت امامِ اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جن کی ولادت ۸۰ھ میں ہوئی جن کے بارے میں شیخ الاسلام علامہ علاؤالدین حصکفی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

ان اباحنیفة النعمان من اعظم معجزات المصطفیٰ بعد القرآن (ردالمحتار جلد۱)

بے شک امام ابوحنیفہ قرآن کے بعد مصطفےٰ ﷺ کے اعظم معجزات میں سے ہیں۔اسی طرح مشہور محدث حافظ ابونعیم بن عبداللہ اپنی کتاب ''الحلیہ'' میں یہ حدیث نقل فرما کر لکھتے ہیں کہ اس سے مراد امام اعظم ابوحنیفہ ہیں۔

لو كان العلم بالثريا لتناوله رجال من ابناء فارس.

ترجمہ: اگر علم ثریا تک پہنچ جائے تو فارس کے جواں مردوں میں سے ایک مرد ضرور اس تک پہنچ جائے گا۔

قیوم زمانی حضرتِ مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی قدس سرہ الربانی اپنے مکتوبات میں فرماتے ہیں۔

کہ علم فقہ میں امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ صاحب خانہ ہیں اور باقی آئمہ ان کے عیال وخوشہ چیں ہیں باوجود مذہبِ ابوحنیفہ پر کاربند ہونے کے امام شافعی سے ذاتی محبت رکھتا ہوں اور بعض اعمالِ نافلہ میں ان کی تقلید بھی کرلیتا ہوں مگر کیا کروں کہ دیگر آئمہ کرام باوجود علم وکمال تقویٰ کے امام ابوحنیفہ کے سامنے طفلِ مکتب نظر آتے ہیں نیز حضرت مجدد فرماتے ہیں کہ حضرت خواجہ محمد پارسا علیہ الرحمۃ نے فصولِ ستہ میں تحریر فرمایا ہے کہ جناب عیسیٰ علیہ السلام جب نزول فرمائیں گے تو وہ بھی امام ابوحنیفہ کے مذہب کے مطابق عمل فرمائیں گے یعنی حضرتِ روح اللہ کا اجتہاد امام ابوحنیفہ کے اجتہاد کے موافق ہوگا۔ تکلف وتعصب کی آمیزش کے بغیر کہا جائے گا کہ نورانیت مذہب صاحبان حنفی کشف وشہود کی نظر میں ایک عظیم الشان سمندر ہے اور باقی مذاہب اس کے بالمقابل نہرو

حوض ہیں۔حضرتِ خواجہ بن معصب کہتے ہیں کہ کعبہ کے اندر چار اماموں نے پورا قرآن ختم کیا ہے ایک حضرتِ عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ' دوسرے حضرتِ تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ' تیسرے سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور چوتھے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

امام اعظم کا دور وہ مبارک دور تھا کہ جس میں حضور سرور کائنات ﷺ کے جمال جہاں تاب سے جو آنکھیں منور ہو کر صحابیت کے بلند مقام پر فائز ہوئیں ابھی اس جہانِ آبِ گل میں موجود تھیں علماء ومحدثین فرماتے ہیں کہ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سات صحابہ کرام کی زیارت کا شرف حاصل ہوا اور ان سے بے شمار حدیثیں سماعت فرمائیں ان صحابہ کرام کے اسماء یہ ہیں: سیدنا انس بن مالک' سیدنا عبداللہ بن جرز الزبیدی' سیدنا جابر بن عبداللہ' سیدنا معقل بن یسار' سیدنا واثلہ بن الاسقع' سیدنا عبداللہ بن انیس' سیدنا عبداللہ بن اوفی' نیز علامہ سیوطی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ امام اعظم کے زمانہ میں ان صحابہ کرام کے علاوہ بھی کثیر تعداد میں مختلف شہروں مین صحابہ کرام موجود تھے۔

نوٹ: بعض معاندین نے یہ سمجھا کہ آپ نے سات صحابہ کرام سے ملاقات کی' اس لیے وہ حضرات کہتے ہیں کہ امام اعظم کو صرف سات حدیثیں یاد تھیں۔(انشاء اللہ العظیم اس کی تشریح آگے مضمون میں آئے گی) محققین کے نزدیک یہ بات ثابت ہے کہ امام اعظم نے جن صحابہ کرام کی زیارت فرمائی ان سے احادیث بھی روایت کی ہیں۔

آپ کے اسمِ گرامی کی تشریح: علامہ ابنِ حجر مکی شافعی علیہ الرحمۃ آپ کے اسمِ گرامی (نعمان) کی تشریح بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ نعمان اس خون کو کہتے ہیں جس پر بدن کا تمام ڈھانچہ قائم ہوتا ہے اور اس کے ذریعہ جسم کی پوری مشینری کام کرتی ہے امام اعظم علیہ الرحمۃ کی ذاتِ گرامی بھی دستورِ اسلام کے لیے محور اور عبادات و معاملات کے تمام احکام کے لیے روح کی مثل ہے' نیز فرماتے ہیں کہ نعمان کا معنی سرخ خوشبودار گھاس کے بھی آتے ہیں چنانچہ آپ کے اجتہاد اور استنباط سے بھی فقہ اسلامی اطراف عالم میں مہک اٹھی (الخیرات الحسان)

ایک شبہ کا ازالہ: بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ شاید آپ کی صاجزادی کا نام حنیفہ تھا اس لیے آپ نے یہ کنیت اختیار کی ہے یہ بات بالکل لغو ہے بلکہ آپ کی کنیت ابوحنیفہ کا مطلب یہ ہے کہ صاحبِ ملت حنیفہ اور اس کا مفہوم یہ ہے کہ ادیانِ باطلہ سے اعراض کر کے دینِ حق کو اختیار کرنے والا'' امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ ابتدائی اور ضروری تعلیم دین حاصل کرنے کے بعد تجارت کی طرف متوجہ ہوئے ایک دن اسی سلسلہ میں بازار جارہے تھے راستے میں امام شعبی سے ملاقات ہوئی انہوں نے آپ کے چہرے پر ذہانت اور فطانت کے آثار دیکھے تو آپ کو بلایا اور پوچھا کہا جارہے ہو آپ نے جواباً کہا بغرضِ تجارت بازار جارہا ہوں امام شعبی نے آپ کو ترغیب دی کہ علماء کی صحبت اختیار کرو کیونکہ میں تمہارے چہرے پر علم وفضل کے روشن آثار دیکھ رہا ہوں' علاوہ ازیں آپ کے سوانح نگاروں

نے کچھ وجوہات اور بھی بیان فرمائی ہیں جس کے بعد آپ توجہ کے ساتھ تحصیلِ علم میں مشغول ہوگئے آپ نے بے شمار علماء محدثین کرام سے تلمذ فرمایا ان میں سے بعض صحابہ کرام تابعین بھی شامل ہیں آپ کے اساتذہ کی تعداد بہت کثیر ہے ان میں نمایاں حضرتِ انس بن مالک' عبداللہ بن اوفی' صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہما ابوسفیان سعدی' حماد بن سلیمان' عطاء ابنِ رباح جیسے تابعی جماہیر ومشاہیر ہیں' اور ان حضرات سے آپ نے سب سے زیادہ استفادہ کیا کیونکہ آپ بے حد ذہین وزیرک تھے اس لیے آپ نے اجتہاد واستنباط کے ایسے زریں اصول مقرر فرمائے جن کی وجہ سے آپ کا مسلک دوسرے آئمہ کرام کے مسلک کے مقابلے میں سب سے زیادہ عقل وآگہی کے قریب انتہائی محتاط اور مزاجِ رسالت کی سب سے زیادہ رعایت کرنے والا ہے۔ چنانچہ کتاب اللہ کی رعایت سنتِ نبوی ﷺ کی موافقت اور اتباع صحابہ کا سب سے زیادہ عنصر اگر کسی مسلک میں پایا جاتا ہے تو وہ فقہ حنفی ہے' کیونکہ اللہ عزوجل نے آپ کو بے شمار وہبی اور کسبی خصوصیات سے نوازا تھا۔ علم وحکمت میں دیکھیں تو وہ ایک بحرِ ناپیدا کنار زہد وتقویٰ کے لحاظ سے دیکھیں تو نادرِ روزگار' فراست وفطانت کے اعتبار سے پرکھیں تو ایک عظیم روشن مینار' استنباط مسائل اور فقاہت کے لحاظ سے دیکھیں تو اعمش اور سفیان ثوری' ابنِ عینیہ بھی ان سے سوال پوچھتے نظر آتے ہیں۔

امامِ اعظم کو بے شمار ایسے محاسن وفضائل حاصل تھے جن کی وجہ سے آپ اپنے معاصرین اور بعد کے آئمہ او رمجتہدین سے ممتاز اور فائق نظر آتے ہیں' آپ نہ صرف فقیہ اعظم بلکہ مجتہدِ مطلق تھے اور امام المتکلمین اور استاذ المحدثین بھی تھے حافظ الحدیث حضرتِ عبداللہ بن مبارک مروزی علیہ الرحمۃ جن کو تمام اکابرینِ واصاغرین واجلہ نقادینِ حدیث نے ثقہ' حجۃ' فقیہ امام عصر فی الآفاق قرار دیا ہے فرماتے ہیں میں نے کوفہ پہنچ کر لوگوں سے دریافت کیا کہ یہاں سب سے بڑھ کر فقہ کا ماہر کون ہے؟ اس شہر میں سب سے بڑھ کر حدیث کا عالم کون ہے؟ اس شہر میں سب سے بڑھ کر زاہد ومتقی کون ہے؟ تو لوگوں نے میرے ان سوالات کے جواب میں کہا' امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (مناقبِ امام اعظم' از علامہ سیوطی علیہ الرحمۃ)

امام اعظم کی فقہی بصیرت' علمی جلالت' محدثانہ ثقاہت' مسائل کے استخراج میں فہم وفراست پر روشنی ڈالی جائے تو ایک مستقل تصنیف کی ضرورت ہے اس مختصر مقالہ میں اس کا احصا ممکن نہیں لہذا آپ کے ہم عصر علماء اور جماہیر ومشاہیر وتابعین کے اقوال زریں جو آپ کی علمی عظمت پر آج بھی شاہد ہیں قارئین کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں تاکہ قارئین پر واضح ہو جائے کہ آپ کو باری تعالیٰ نے کیسی جودت طبع عطا فرمائی تھی۔

امام شافعی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ تمام علماء فقہ میں امام ابوحنیفہ کے پروردہ ہیں امام ابوحنیفہ ان لوگوں میں سے تھے جن کو فقہ میں موافقت حق عطا کی گئی۔ (بحوالہ تاریخِ بغداد)

ابنِ عینیہ' عبداللہ بن مبارک سے نقل کرتے ہیں کہ ابوحنیفہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہیں۔ (تاریخِ بغداد)

حضرتِ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے حضرت قاسم علیہ الرحمۃ کہا کرتے تھے کہ امام اعظم علیہ الرحمۃ کی مجلس سے فیض رساں اور کوئی مجلس نہیں۔ مسعر بن کدام علیہ الرحمۃ کہا کرتے تھے کہ کوفہ میں مجھے دو آدمیوں پر رشک آتا ہے ابوحنیفہ پر اُن کی فقہ کی وجہ سے اور حسن بن صالح علیہ الرحمۃ پر ان کے زہد کی وجہ سے۔

اسرائیل کا قول ہے کہ نعمان بن ثابت سب سے زیادہ حدیث وفقہ جاننے والے تھے۔ (تاریخِ بغداد)

امامِ اعظم کے ہمعصر حضرتِ زید بن ہارون علیہ الرحمۃ کہتے ہیں میں نے ایک ہزار استادانِ علم حدیث و فقہ سے علم حاصل کیا مگر واللہ سب سے زیادہ عالم حدیث اور ماہر فقہ اور کامل متقی امام ابوحنیفہ کو پایا۔ (الخیرات الاحسان)

محدث کبیر حضرتِ اعمش تابعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے امامِ اعظم سے چند مسائل دریافت کیے امام صاحب نے حدیثوں سے جواب دیا' تو اس پر حضرتِ اعمش نے فرمایا اے گروہ فقھاء! تم طبیب ہو اور ہم لوگ یعنی محدثین عطار کہ راویوں کے نام اور الفاظ پہچانتے ہیں اور آپ لوگ احادیث کے معنی ومفہوم کو بھی جانتے ہیں۔ (مناقبِ امامِ اعظم)

سید العرفاء حضرت ابوعلی دقاق علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میں نے شریعت کا علم ابوالقاسم نفرآبادی سے انہوں نے حضرت شبلی سے انہوں نے سرّی سقطی سے انہوں نے معروف کرخی سے انہوں نے داؤد طائی سے انہوں نے امامِ اعظم ابوحنیفہ سے حاصل کیا۔ (تاریخ بغداد)

امامِ اعظم کے ذہین شاگرد امام ابویوسف کا قول ہے کہ امام ابوحنیفہ سے بڑھ کر حدیث کے معانی اور فقہی نکات جاننے والا کوئی شخص نہیں دیکھا۔ (الخیرات الاحسان)

عارفِ کامل رئیس الاولیاء سیدنا علی ہجویری داتا گنج بخش علیہ الرحمۃ اپنی شہرہ آفاق کتاب "کشف المحجوب" میں یہ حکایت نقل فرماتے ہیں کہ حضرت یحیٰی بن معاذ رازی علیہ الرحمۃ کہتے ہیں کہ میں نے خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی اور عرض کیا کہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کو کہاں تلاش کروں فرمایا "عند علم ابی حنیفہ" علمِ ابوحنیفہ کے نزدیک۔ اسی کتاب میں حضرت داتا گنج بخش علیہ الرحمۃ اپنا خواب بیان فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ موذنِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کے مزارِ اقدس کے سرہانے سو رہا تھا کہ میں نے خواب میں خود کو مکہ معظمہ میں دیکھا اسی وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی کہ آپ باب بنی شیبہ سے تشریف لا رہے ہیں اور ایک معمر بزرگ کو اپنے پہلو میں اس طرح لے رکھا ہے جس طرح بچوں کو شفقت سے لیتے ہیں' میں فرطِ محبت میں دوڑا اور ایک ساتھ حضور

صلی اللہ علیہ وسلم کے پائے اقدس کو چومنے لگا میں سوچ رہا تھا کہ یہ معمر بزرگ کون ہیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم میرے دل کے اس خیال پر مطلع ہوئے'

فرمانے لگے یہ تمہارے شہر کے لوگوں کا امام ہے یعنی ابوحنیفہ (رضی اللہ عنہ)۔ اس خواب کو دیکھنے کے بعد میرا یہ خیال قوی ہوگیا کہ امام اعظم اُن پاک ہستیوں میں سے ہیں جو اوصافِ طبع سے فانی اور احکامِ شرع کے ساتھ باقی و قائم ہیں کیونکہ ان کے چلانے والے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اگر وہ خود چلتے تو باقی الصفت ہوتے اور باقی الصفت یا مخطی ہوتا ہے یا مصیب۔ اور جب امامِ اعظم کے قائد حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں تو فانی الصفت ہوئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صفتِ بقا سے قائم ہوئے اور جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے خطا محال ہے تو جو آپ کے چلانے سے چل رہا ہے اور اپنی صفت فنا کر کے آپ کی صفت سے قائم ہے تو اس سے بھی خطا نہیں ہوسکتی۔

یہی وجہ ہے کہ آپ کے وضع کردہ اصول و قوانین کو امتِ محمدیہ کی اکثریت نے قبول کیا اور اعزاز و افتخار کے ساتھ فقہ حنفی کے مقلد ہوئے اور آپ کا مسلک ان ممالک میں پہنچا جہاں آپ کے مسلک کے سوا کوئی نہیں پہنچا۔ جیسے ہند و پاکستان، روم، ترکی، ماوراء النہر وغیرہ۔ آج دنیا میں دو ثلث سے زیادہ مسلمانوں کی آبادی فقہ حنفی کے مطابق ہی اپنی عبادات و معاملات کو انجام دے رہی ہے۔

بڑے بڑے محدثین و محققین علماءِ کرام کے علاوہ صوفیائے عظام صالحین اولیاء کبار نے بھی آپ کے مسلک کو اختیار کیا اور اپنے علاقوں میں آپ کے مسلک کی ترویج و اشاعت میں ایک اہم کردار ادا کیا ان اولیاء کاملین میں سر فہرست یہ ہیں۔

حضرت ابراہیم بن ادھم بلخی، حضرت شفیق بلخی، حضرت حبیب عجمی، حضرت معروف کرخی، حضرت بایزید بسطامی، حضرت سری سقطی، حضرت شیخ شبلی، حضرت عبداللہ بن مبارک، حضرت داؤد طائی، حضرت ابوالحسن خرقانی، حضرت علی ہجویری داتا گنج بخش، حضرت خواجہء خواجگان غریب نواز چشتی رضی اللہ عنہم۔

عبادت و ریاضت: آپ کی عبادت و ریاضت کا جو حال علماءِ غیر حنفی نے بیان کیا ہے کہ وہ اتنا حیرت انگیز ہے کہ آج اس تن آسانی کے دور میں اس کا تصور بھی کرنا محال نظر آتا ہے فضل بن وکیل کہتے ہیں کہ میں نے تابعین میں امام ابوحنیفہ کی طرح کسی شخص کو شدتِ خشوع سے نماز پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا دعا مانگتے وقت آپ کا چہرہ خوفِ خداوندی سے زرد ہو جاتا تھا اور کثرتِ عبادت کی وجہ سے آپ کا بدن کسی مالخوردہ مشک کی طرح مرجھایا ہوا معلوم ہوتا تھا۔ ایک بار آپ نے رات کی نماز میں قرآنِ کریم کی آیتِ مبارکہ بل الساعة موعدهم الساعة ادهى وامر کی تلاوت فرمائی پھر اس کی قرأت سے آپ پر ایسا کیف طاری ہوا کہ بار بار اسی آیت کو دہراتے رہے یہاں تک کہ موذن نے صبح کی اذان کہہ دی۔ (الخیرات الحسان)

امامِ اعظم کا پدری مادری نسب نامہ اور اہلبیت سے رشتہ داریاں

از: مولانا علی احمد سندیلوی صاحب (لاہور)

امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ تعالی عنہ کون ہیں؟

۱۔ بشارتِ نبی اکرم ﷺ

۲۔ دعائے علی المرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۳۔ رسول اللہ ﷺ کے نواسے امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پوتی کے بیٹے۔

۴۔ حضرتِ علی اور حضرتِ فاطمہ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی پر پوتی کے بیٹے۔

۵۔ ابوالائمہ حضرتِ امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سگے نواسے۔

۶۔ حضرتِ امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھانجے اور پوتی کے شوہر

۷۔ حضرتِ امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پھوپھی زاد اور داماد

۸۔ حضرتِ امام موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بہنوئی اور سمدھی اس لیے کہ آپ کی والدہ ماجدہ حضرتِ خدیجہ صغری رحمتہ اللہ علیہا امام زین العابدین رحمتہ اللہ علیہ کی بیٹی ہیں۔ (۱)

امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیٹی فاطمہ مسکین رحمتہ اللہ علیہا آپ کی زوجہ محترمہ ہیں۔ (۲) ان کے علاوہ بھی امام اعظم رحمتہ اللہ علیہ کی اولاد سے کئی شہزادوں کا نکاح کئی سید زادیوں سے ہوا (۳) مثلاً حضرتِ شاہ محمد عثمان کا نکاح بی بی خاتونِ اکبر بنتِ سید عبدالرزاق سے ہوا (۴)۔ شاہ عبدالقادر کا نکاح بی بی ہاجرہ بنتِ سید محی الدین شامی سے ہوا (۵)۔ شیخ نظام الدین کا نکاح عظمۃ خاتون بنتِ سید سلطان قدس سے ہوا (۶)۔ شیخ نصیر الدین کا نکاح سیدہ ہاجرہ بنتِ حضرتِ امیر حسینی سادات سے ہوا (۷)۔ شیخ صفی الدین کا نکاح بی بی اکبری خاتون بنتِ مخدوم جہاں گشت سید جلال الدین بخاری سے ہوا (۸)۔ حضرتِ عبدالحمید کا نکاح بی بی حلیمہ بیگم بنتِ سید عبدالبابا ولد پیر بابا سید علی ترمذی سے ہوا (۹)۔ حضرتِ شیخ حافظ برخوردار کا نکاح سید شفیع احمد برادر کبیر الدین شاہ دولہ گجراتی کی دختر سیدہ قمر النساء سے ہوا (۱۰)۔ حضرتِ شیخ رحمت اللہ بن حافظ برخوردار کا پہلا نکاح سیدہ فاطمہ بنتِ سید احمد آنوالہ سے (۱۱)۔ اور دوسرا نکاح سیدہ بی بی انوار خاتون بنتِ سید یوسف علی ابنِ سید قمر علی بن سید عابد حسین بن سید نیاز علی بن سید عظمت علی بن سید ظہور احمد بن سید فقیر احمد شاہ بن سید یحییٰ بن سید موسیٰ بن حضرتِ امام تقی سے ہوا (۱۲)۔ حافظ برخوردار کے والد ماجد حضرتِ شیخ محمد حیات عرف شیخ کبیر گجراتی کا نکاح سیدہ نیاز بی بی بنتِ سید احمد بن سید قادر علی بن سید محمد اسحاق بن سید محمد غیاث الدین بن سید محمد بن سید محمود عالم بن

سید یوسف بن سید جلال بخاری میر سرخ سے ہوا(۱۳)۔اوران کے بطن سے حافظ برخوردار پیدا ہوئے۔شاہ نعمت کا نکاح سید علی شاہ انوالہ والے کی دختر سیدہ عجیب النساء سے ہوا(۱۴)۔شاہ محمد حسن مؤلف تواریخ آئینہ تصوف کا پہلا نکاح سیدہ مریم بنتِ سید اکبر بن سید زاہد بن سید امام الدین سید نظام علی بن سید غفران شاہ بن سید اعظم احمد بن سید نبی احمد بن سید برہان الدین بن سید حلیم الدین بن سید ظہور احمد بن سید کریم حسین بن سید قربان علی ابن تاج الدین بن عبدالرزاق بن حضرتِ محبوب سبحانی سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے ہوا(۱۵)۔انکا دوسرا نکاح سیدہ اعجوبہ خاتون بنتِ سید نصرت علی خان منصب دار بدخشانی سے ہوا(۱۶)۔شیخ فخر الدین عراقی والد ماجد حضرتِ شرف الدین بوعلی قلندر کا نکاح سید السادات حضرتِ نعمت اللہ ہمدانی کرمانی کی ہمشیرہ حافظہ جمال خاتون رحمۃ اللہ علیھا سے ہوا(۱۷)۔جن کے بطن سے حضرتِ شیخ شرف الدین بوعلی قلندر عالم وجود میں آئے(۱۸)۔سید السادات حضرتِ نعمت اللہ ہمدانی حضرتِ بوعلی قلندر کے ماموں تھے(۱۹)۔اگر صرف امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد سے ان صاحبزادوں کے اسماء تحریر کئے جائیں جن کا نکاح سیدزادیوں سے ہوا تو ایک مبسوط کتاب مرتب ہوجائے۔فقہ حنفی میں مذکورہ بالا رشتہ داریوں سے جو مسئلہ کفو پر روشنی پڑتی ہے اس سے اہلِ علم بخوبی آگاہ ہیں۔

جہاں بعض لوگ اپنے حسب ونسب پر فخر کرتے ہیں۔حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ وہ ہیں جن پر حسب ونسب فخر کرتا ہے۔اس کا مطلب یہ نہیں کہ آپ کے اجداد میں سے کسی پر غلامی طاری ہوئی یا آپ کسی معمولی خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔بلکہ دنیاوی اور دینی نقطۂ نگاہ سے بھی آپ کا خاندان ہمیشہ علم وفضل میں ممتاز چلا آرہا ہے۔والد کی طرف سے آپ کا تعلق شاہانِ عجم سے تھا اور والدہ کی طرف سے خانوادہ نبوت کے چشم وچراغ تھے۔اصل بزرگی آپ کو علم وعمل،تقویٰ وپرہیزگاری کے ذریعہ حاصل ہوئی جس کی وجہ سے کروڑوں علماء وفضلاء مشائخ طریقت اور لاکھوں آئمہ سادات نے گردن اطاعت آپ کے سامنے جھکادی،بشیر حسین ناظم نے کیا خوب کہا:

بس اک تقوی ہے معیار مجد عنداللہ
کوئی نہیں ہے مگر کسی نسب کے سبب
تیرے عدو ہیں گرفتارِ غم قیامت تک
ہے کوئی تپ کے سبب کوئی الحطب کے سبب

مرتب علی احمد سندیلوی
۱۴رجب ۱۴۱۲ھ/۱۹جنوری ۱۹۹۱ء
بروز اتوار بعداز نماز عشاء ساڑھے آٹھ بجے

حوالجات (۱)۔شجرہ طیبہ ص ۹/۴۸،جمال الدین احمد مطبوعہ حقی آفسٹ پریس کراچی۔نسب نامہ رسول انام۔ص۶۳/۱۰۸ پیر غلام دستگیر نامی مطبوعہ اتحاد پریس لاہور۔اشجار الاخیار فی تواریخ الکبار ص ۲۹/۱۰۱۔ ازمولانا محمد عبید اللہ جانفد ناشر مکتبہ نقیبیہ جانفدائیہ،شیر وشکر ص ۱۶/۱۷ پیر غلام دستگیر نامی ناشر مرکزی مجلس امام اعظم لاہور۔تواریخ آئینہ تصوف ص ۴۷۷۔محمد حسن مطبوعہ لاہور آرٹ پریس۔مرآۃ شرح مشکوۃ جلد ۸۔ترجمہ اکمال ص ۱۰۳،مفتی احمد یار خان نعیمی ناشر نعیمی کتب خانہ گجرات۔

(۲)۔شجرہ طیبہ ص ۷/۴۸ نسب نامہ رسول انام ص ۶۳/۱۰۸ شیر وشکر ص ۱۶۔تواریخ آئینہ تصوف ص ۷۹/۴۸۰۔اشجار الاخیار ص ۳۹/۱۰۱ مرآۃ شرح مشکوۃ ج ۸ ترجمہ اکمال ص ۱۰۳۔

(۳)تواریخ آئینہ تصوف ص ۴۸۴

(۴)۔ایضاً صفحہ ۴۸۶۔

(۵)۔ایضاً صفحہ ۴۸۷

(۶)۔ایضاً صفحہ ۴۸۷

(۷)۔ایضاً صفحہ ۴۸۷

(۸)۔ایضاً صفحہ ۴۸۸

(۹)ایضاً صفحہ ۴۹۲۔(۱۰)ایضاً صفحہ ۴۹۳۔۔(۱۱)ایضاً صفحہ ۴۹۳۔۔(۱۲)۔ایضاً ۴۹۴

(۱۳)۔ایضاً ص ۴۹۳۔(۱۴)ایضاً ص ۴۹۴۔(۱۵)۔ایضاً ص ۴۹۵۔(۱۶)۔ایضاً ص ۴۹۵

(۱۷)۔مفتاح الغیب ص ۱۳۔اردو شرح دیوان حضرت بوعلی شاہ قلندر پانی پتی مؤلفہ شیخ عطا محمد نظامی۔(۱۸)۔ایضاً ص ۱۴۔۔(۱۹)۔ایضاً ص ۱۲۸

☆☆☆☆☆

امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم ﷺ کی احادیث کی روشنی میں

از: صدرالائمہ امام موفق بن احمد مکی (۵۶۸ھ)

مترجم: علامہ مفتی محمد فیض احمد اویسی صاحب بہاولپور

عن ابی هريره رضی الله تعالیٰ عنه قال قال رسول الله صلی الله عليه وآله وسلم يكون فی امتی رجل يقال له' ابوحنيفه هو سراج امتی يوم القيامة "رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میری امت میں ایک مرد پیدا ہوگا جس کا نام ابوحنیفہ ہوگا وہ قیامت میں میری امت کا چراغ (سراج امتی ہے)

(مترجم گذارش کرتا ہے کہ سیدنا جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ علیہ نے "تبیض الصحیفہ فی مناقب ابی حنیفہ" میں چاراماماں مذاہب رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مناقب کے استدلال احادیث نبویہ سے فرمایا ہے۔ آپ لکھتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ایک حدیث میں امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے بشارت دیتے ہوئے فرمایا کہ "ایک زمانہ آئے گا کہ لوگ اونٹوں پر سوار ہو کر علم کی تلاش میں نکلیں گے مگر مدینہ منورہ کے عالم دین سے بڑھ کر دنیا بھر میں کوئی عالم دین نہ ہوگا۔" ایک اور حدیث مبارکہ میں امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے بشارت دیتے ہوئے فرماتے ہیں "قریش کو برا نہ کہو ان میں سے ایک ایسا عالم دین پیدا ہوگا جو تمام دنیا کو علم سے مالا مال کر دے گا۔)

حضرتِ امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق ان بلند پایہ بشارتوں کے باوجود سیدنا ابوہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وہ روایت ہے جسے ابونعیم (متوفی ۴۳۰ھ) نے "الحلیہ" میں بیان کیا ہے کہ اگر علم ثریا کی بلندیوں پر پہنچ جائے تو فارس کے جواں مردوں سے ایک جواں مرد اس تک پہنچ جائے گا۔ اسی طرح علامہ شیرازی نے "الالقاب" میں قیس بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "اگر علم ثریا پر چلا جائے تو مردانِ فارس وہاں تک بھی پہنچ جائیں گے" ان روایات کو مسلم اور بخاری نے بھی بیان کیا ہے، امام طبرانی نے اپنی "معجم" میں سیدنا ابنِ مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت نقل کی ہے۔

حضرتِ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور ﷺ کی ایک اور حدیث پاک نقل فرمائی ہے کہ قال ان فی امتی رجلاً حدیث القصری کے یہ الفاظ ہیں: يكون فی امتی رجل اسمه النعمان ويكنى ابوحنيفه هو سراج امتی 'هو سراج امتی' هو سراج امتی قاضی ابوالعلا نے فرمایا کہ یہ حدیث پاک مجھ سے قاضی امام ابوعبداللہ صمیری رحمتہ اللہ علیہ نے بیان کی ہے۔

حضرتِ انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کے یہ الفاظ ہیں: قال رسول الله صلی الله عليه وآله وسلم سيكون رجل يقال له' النعمان بن ثابت ويكنى بابی حنيفة ليخين دين الله تعالیٰ وسنتی"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک ایسا مرد پیدا ہوگا جس کا نام نعمان بن ثابت ہوگا اور اس کی کنیت ابی حنیفہ ہوگی وہ اللہ تعالیٰ کے دین اور میری سنت کو زندہ کرے گا۔

انہی الفاظ میں حضرتِ انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک اور روایت بیان کی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں۔ قال رسول الله صلی الله عليه وآله وسلم سياتی من بعدی رجل يقال له' النعمان ويكنى ابا حنيفة ليحيين دين الله و سنتی علی يديه "میرے بعد ایک ایسا شخص آئے گا جسے نعمان کہا جائے گا اس کی کنیت ابوحنیفہ ہوگی، اس کے ہاتھوں سے اللہ تعالیٰ کا دین اور میری سنت زندہ ہوگی۔"

حضرتِ انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک اور روایت میں یہ الفاظ ہیں: قال قال رسول الله صلی الله عليه وآله وسلم يكون رجل يقال له النعان بن ثابت ويكنى بابی حنيفة يحييٰ الله تعالی علی يديه سنتی،

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا آخری زمانہ میں ایک ایسا مرد پیدا ہوگا جس کی کنیت ابی حنیفہ ہوگی اور اس کے ہاتھوں سے میری سنت زندہ ہوگی۔" انہی الفاظ میں حضرتِ انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دس احادیث بیان کی ہیں جن میں حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آمد کی بشارت اور آپ کے ہاتوں سنت نبوی ﷺ کو دوبارہ زندگی ملنے کی بشارتیں بیان کی گئی ہیں۔

سیدنا امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک رات خواب میں دیکھا کہ وہ حضور نبی کریم ﷺ کی قبر مبارک کھود کر آپ کے جسم پاک کی ہڈیاں جدا جدا کر رہے ہیں اور پھر ان ہڈیوں کو اپنے سینے سے لگا رہے ہیں۔ اٹھے تو آپ اس خواب سے نہایت خوفزدہ تھے۔ آپ اسی پریشانی اور خوف کے عالم میں بصرہ پہنچے اور امام ابنِ سیرین رحمتہ اللہ علیہ سے خواب کی تعبیر دریافت کی تو آپ نے فرمایا کہ آپ اپنی پشت سے قمیص اٹھائیں، حضرت امام ابنِ سیرین رحمتہ اللہ علیہ نے دیکھا تو آپ کے دو کاندھوں کے درمیان ایک تل کا نشان پایا، آپ نے دیکھ کر نہایت مسرت میں فرمایا آپ ہی وہ ابوحنیفہ ہیں جن کے متعلق حضور نبی کریم ﷺ نے شہادتیں دی تھیں، اور اس خواب کی روشنی میں آپ حضور ﷺ کی سنتوں کو زندہ کریں گے۔

عبدالکریم بن مسعر رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے اہلِ علم کی ایک بہت بڑی مجلس میں بیٹھنے کا اتفاق ہوا، ان میں زیادہ تر غیر مسلم اہلِ کتاب تھے، انہوں نے بتایا کہ تورات میں کعب الاحبار و نعمان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ و مقاتل بن سلیمان رحمتہ اللہ علیہ کے اوصاف لکھے ہوئے ہیں۔ حضرتِ محمد بن سائب الکلبی امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعریف میں فرماتے ہیں کہ میں نے کتب سماویہ میں لکھا ہوا پایا ہے کہ امام ابوحنیفہ حکمت اور دینی علوم سے اتنے

بھرے ہوئے ہوں گے جس طرح انار میں انار کے دانے ہوتے ہیں۔

حضرتِ کعب الاحبار رحمتہ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے کہ میں نے علمائے امت محمدیہ اور فقیہان عصر کے اسمائے گرامی الہامی کتابوں میں لکھے ہوئے پائے ہیں۔ ان اسمائے گرامی کے ساتھ ان حضرات کے اوصاف بھی درج تھے۔ مجھے ان ناموں میں ایک نام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت کا نظر آیا۔ آپ کے اوصاف میں آپ کے علوم، عبادات، ذہانت، تقویٰ کے متعلق تفصیل دیکھی۔ یہ بات خصوصی طور پر دیکھی کہ آپ اپنے زمانہ کے اہلِ علم کے امام ہوں گے اور ان کی شخصیت آسمان علم پر چودہویں رات کے چاند کی طرح درخشاں ہوگی۔ لوگ ان کی زندگی پر بھی رشک کریں گے اور موت پر بھی۔

حضرتِ عبداللہ بن مغفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرتِ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے سنا ہے آپ نے فرمایا کہ آج میں تمہیں ایسے مرد کی خبر سنانا چاہتا ہوں جو کوفہ کے اہلِ علم کے سردار ہوں گے بلکہ اپنے زمانہ میں عالم اسلام کے تمام شہروں میں رہنے والے اہلِ علم کے رہنما ہوں گے۔ وہ کوفہ میں ابوحنیفہ کی کنیت سے شہرت پائیں گے۔ آپ علم و حلم کا خزانہ ہوں گے اور اس زمانہ میں آپ کی وجہ سے ہزاروں لوگ تباہی و بربادی سے بچ جائیں گے۔ ان پر بعض لوگ حسد کی وجہ سے طعن و تشنیع کر کے اپنا ایمان خراب کریں گے۔

(جس طرح روافض نے حضرتِ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرتِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو طعن و تشنیع کر کے اپنا ایمان خراب کیا۔ مترجم)

حضرتِ ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ایک روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ''میرے بعد ایک ایسا مرد پیدا ہوگا جو تمام اہلِ خراسان کے لیے آسمان علم پر چودہویں کے چاند کی طرح چمکے گا اس کی کنیت ابوحنیفہ ہوگی۔'' حضرتِ ہزار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک روایت میں بیان کیا ہے کہ میں حضرتِ حماد رحمتہ اللہ علیہ کے پاس بیٹھا تھا، حضرتِ ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے تو حماد نے عرض کی کہ آپ وہی ابوحنیفہ ہیں جن کا ذکر ہمیں ابراہیم نخعی رحمتہ اللہ علیہ نے کیا تھا، کہ آپ ایک زمانے کو علم سے سیراب کریں گے، آپ کا نام نعمان ہوگا، آپ کی کنیت ابوحنیفہ ہوگی، آپ احکامِ الٰہی اور سنت رسول ﷺ کو زندہ کریں گے اور آپ کے احکام قیامت تک امت مسلمہ میں جاری رہیں گے۔ مجھے ہدایت کی گئی ہے کہ اگر میں آپ کو ملوں تو میرا اسلام پیش کیا جائے۔

حضرتِ ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ ہماری رائے یہی ہے کہ جو شخص صاحب الرائے ہو کر فتویٰ دے گا اس کی مضبوط حیثیت ہوگی۔ جب تک اسلام باقی ہے اس کی رائے پر احکامات جاری ہوتے رہیں گے۔ اس مقام پر ایک ایسا شخص ظاہر ہوگا جس کا نام نعمان بن ثابت ہوگا اور کنیت ابوحنیفہ ہوگی اور وہ اہلِ کوفہ سے ہوگا، اس کی

شخصیت اسلام اور فقہ میں ایک مضبوط قلعہ کی ہوگی اور اس کی کوششوں سے اسلام میں زندگی آئے گی۔ وہ حنفی دین اور رائے حسن پر قائم ہوگا۔

ایک دن حضرتِ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرتِ امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرتِ امام جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو دیکھتے ہوئے فرمایا۔ ''میں دیکھ رہا ہوں کہ میرے نانا جان جناب رسول اللہ ﷺ کی سنتیں تم زندہ کرو گے۔ یہ اس وقت ہوگا جب عام مسلمانوں کے ہاں سنت رسول ﷺ کا احترام کم ہوجائے گا۔ تم ہر پریشان صاحب علم کی جائے پناہ ہوگے۔ حالات کی وجہ سے ہر غمزدہ تمہارے پاس فریاد لے کر آئے گا اور تم ان کی دادرسی کرو گے۔ تمہاری رہنمائی سے لوگوں کو صحیح راستہ ملے گا۔ وہ حیران اور پریشان ہوں گے تو تم انہیں سہارے دے کر سیدھے راستے پر راہنمائی کرو گے۔ تمہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اتنی توفیق حاصل ہوگی کہ زمانہ بھر کے علمائے ربانی تمہاری وجہ سے صحیح مسلک اختیار کریں گے۔

☆☆☆☆☆

امام اعظم ابوحنیفہ اور حُبّ اہل بیت

از۔صاحبزادہ سید محمد زین العابدین راشدی

تیرے اہل بیت کی الفت ہے میرا ایمان
ان سے بغض کدورت رکھنا دو جگ کی رسوائی

جنہیں حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم جیسی عظیم دولت نصیب ہے انہیں اللہ تعالی حب اہل بیت سے بھی نوازتا ہے۔ اہل سنت و جماعت حب رسول، حب صحابہ حب اہل بیت اور حب اولیا اللہ جیسا پاکیزہ عقیدہ رکھتے ہیں۔ میرے خیال میں اہل سنت فطری طور پر حب اہل بیت رکھتے ہیں۔ ہمارے اکابرین نے حب اہل بیت میں وہ لاثانی کارنامے سرانجام دیے ہیں جن سے دیگر فرقوں کے رہنما سراسر محروم ہیں۔ اہل بیت، حضور پرنور کی آل ہیں، حضور کی عترت ہیں، حضور کی جگر گوشہ خاتون جنت سیدہ فاطمۃ الزہرا کے دلبند اور شہنشاہ ولایت علی المرتضی شاہ کا خون پاک ہیں۔

ایک سینہ تک مشابہ، اک وہاں سے پاؤں تک
حسن سبطین ان کے جاموں میں ہے نیا نور کا

(حدائق بخشش)

اہلسنت و جماعت احناف کے امام سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ تابعی رضی اللہ عنہ (۱۵۰ھ) کو گھٹی میں حب اہل بیت ملا ہوا تھا۔ حضرات ائمہ اہل بیت میں سے حضرت امام محمد باقر کے شاگرد، حضرت امام جعفر صادق کے مرید، حضرت امام علی زین العابدین (بن امام عالی مقام شہید کربلا امام حسین رضی اللہ عنہ) کے فرزند ارجمند حضرت امام زید بن علی اور حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ کے پوتے حضرت امام ابو محمد عبداللہ بن حسن سے فیض حاصل کیا اور ان کی محبت میں جان دے دی۔ یہاں امام اعظم کے حُبّ اہل بیت سے سرشار بعض واقعات درج ذیل ہیں۔

ایک دفعہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حج پر گئے۔ آپ مدینہ منورہ میں حاضر ہوئے تو آپ کو محمد بن علی بن حسین بن علی حیدر کرار رضی اللہ تعالیٰ عنہم (یعنی امام محمد باقر) ملے اور کہا: تم وہی ابوحنیفہ ہو جس نے ہمارے دادا کے مذہب اور احادیث کو قیاس میں بدل دیا ہے۔ آپ نے عرض کی معاذ اللہ میں کون ہوتا ہوں ایسی جرأت کرنے والا۔ امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: تحقیق سے ثابت کرو کہ تم واقعی قیاس سے احادیث کو نہیں بدلتے۔

حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی حضور! آپ اپنی مجلس میں اپنی شان بان کے ساتھ تشریف رکھیں میں حاضر ہو کر دوزانو بیٹھ کر وضاحت کرتا ہوں۔ میری نگاہ میں آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نائب ہیں اور میں آپ کی مجلس میں ویسے ہی حاضری دینا چاہتا ہوں جس طرح حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دربار میں ایک غلام حاضر ہوتا ہے۔ حضرت سیدنا امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی پوری شان سے مسند پر تشریف فرما ہوئے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ

دوزانو ہو کر سامنے بیٹھے اور عرض کی حضور میں تین گذارشات کرنا چاہتا ہوں۔ آپ مجھے ارشاد فرمائیں۔ مرد کمزور ہے یا عورت؟ حضرت امام باقر نے فرمایا: عورت کمزور ہے۔ آپ نے پوچھا کہ وراثت میں عورت کا کتنا حصہ ہے؟ اور مرد کا کتنا حصہ ہے؟ امام ابوحنیفہ نے عرض کی حضور پھر وراثت میں عورت کا کتنا حصہ ہوگا؟ آپ نے فرمایا: عورت کو ایک حصہ اور مرد کو دو حصہ ملیں گے۔ امام ابوحنیفہ نے عرض کی حضور آپ کے دادا جان حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کی روشنی میں یہی فیصلہ ہے، اگر میں اس وراثت کا فیصلہ قیاسی یا عقلی کرتا تو کمزور کو دو حصے دیتا اور مضبوط کو ایک حصہ، مگر میں تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث شریف پر پابند ہوں۔ پھر عرض کی حضور مجھے یہ بتایئے کہ نماز افضل عبادت ہے یا روزہ؟ آپ نے فرمایا: نماز افضل ہے۔ حضرت امام ابوحنیفہ نے عرض کی اگر میں قیاس سے فیصلہ کرتا تو جو عورت حیض سے پاک ہوئی اسے حکم دیتا کہ وہ قضا شدہ نمازیں لوٹائے اور روزے معاف کرادیتا۔

آپ نے تیسرا سوال کیا حضور! شریعت میں پیشاب زیادہ نجس اور پلید ہے یا منی؟ امام باقر نے فرمایا: پیشاب۔ عرض کی حضور! اگر میں قیاس سے بات کرتا تو پیشاب کرنے والے کو غسل کرنے کا حکم دیتا اور محتلم یا جنبی کو صرف وضو کرنے کا کہتا۔

یہ باتیں سن کر حضرت امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اٹھے، امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گلے لگایا (معانقہ فرمایا) اور نہایت لطف و کرم سے پیش آئے۔

بوحنیفہ بد امام باصفا   آں سراج امتان مصطفیٰ

امام اعظم ابوحنیفہ نے عباسیہ کی بے اعتدالیاں بچشم خود دیکھی تھی۔ خلفائے بنی امیہ کی قبروں کو اکھڑوا کر ان کی ہڈیوں کو جلانا اور خاندان سادات کی تباہی اور دیگر جور و ستم آپ کے پیش نظر تھے۔ لہذا امام اعظم کے نزدیک منصور خلیفہ حق وشایان منصب امامت ہی نہ تھا۔ امام صاحب نے دیگر علمائے وقت کی طرح خاندان سادات میں سے حضرت زید بن علی بن حسین کی اعانت کا فتویٰ دیا۔ جب ۱۴۵ء میں سید محمد نفس زکیہ نے مدینہ منورہ سے خروج کیا تھا تو علمائے نامدار حتیٰ کہ امام مالک نے دعویٰ دیا تھا کہ نفس زکیہ کا دعویٰ خلافت حق ہے۔ سید محمد نفس زکیہ کے بعد ان کے بھائی سید ابراہیم بن عبداللہ بن حسن بن حسین بن علی ابن ابی طالب نے خلافت کا دعویٰ کیا۔ امام صاحب اور دیگر علمائے کرام اہل بیت کے اس دعوے کے موید تھے۔ (الاقوال الصحیحہ ص ۳۸۲ مطبوعہ ۱۹۱۴ء)

جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری رقم طراز ہیں: حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ائمہ اہل بیت کے بالواسطہ نہیں بلکہ بلاواسطہ شاگرد ہیں۔ ہم ان کی اقتدا اس لیے کرتے ہیں کہ انہوں نے ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دین پہنچایا ہے جو انہوں نے اپنے اساتذہ کرام سے جن میں ائمہ اہل بیت بھی ہیں، سیکھا تھا، ہم ان کی اطاعت ہرگز ہرگز اس لیے نہیں کرتے کہ وہ کسی نئی شریعت کے موجد ہیں، ہم ان کی اطاعت کو ائمہ اہل بیت کی اطاعت سمجھتے ہیں اور ان کی اطاعت

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت ہے۔

حضرت زید بن علی نے جب ہشام بن عبدالملک کے خلاف ۱۲۱ھ میں علم جہاد بلند کیا تو حضرت امام ابوحنیفہ نے آپ کی تائید کی اور آپ کے خلیفہ برحق ہونے کا اعلان کر دیا۔ آپ کی خدمت میں دس ہزار درہم بطور اعانت ارسال کیے اور خلفاء بنی امیہ کے ساتھ ہر طرح سے قطع تعلق کر لیا اپنی مجالس درس و وعظ میں ان پر شدید تنقید شروع کر دی۔ ابن ہبیرہ کوفہ کا گورنر تھا۔ عراق میں فتنہ و فساد کی آگ بھڑک اٹھی تو اس پر قابو پانے کے لیے حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کو تمام وزراء کا نگران مقرر کیا اور حکم دیا کہ "گورنر ہاؤس" سے جو فرمان جاری ہو جب تک اس پر امام صاحب مہر نہ لگائیں وہ قابل قبول نہ ہوگا۔

آپ نے اس عہدہ کو قبول کرنے سے انکار کر دیا لوگوں نے ڈرایا سمجھایا کہ ابن ہبیرہ بڑا سخت آدمی ہے، اس کی حکم عدولی کے نتائج بڑے خطرناک ہوں گے اس پر حضرت ابوحنیفہ نے اپنے ناصحوں کو جواب دیا:

یعنی اگر وہ اتنا چاہے کہ میں اس کے لیے واسطہ کی مسجد کے دروازے شمار کر دوں تو میں یہ بھی کرنے کے لیے تیار نہیں ہوں چہ جائیکہ وہ مجھ سے یہ تعلق رکھے کہ کسی کے قتل کا پروانہ وہ جاری کرے اور مہر میں اس پر لگاؤں۔ اللہ کی قسم میں اس چیز کو قبول کرنے کے لیے ہرگز تیار نہیں۔

• اس حکم عدولی کے باعث آپ کو قید کر دیا گیا۔ ہر روز آپ کو کوڑے لگائے جاتے اور پیٹا جاتا لیکن آپ کی استقامت اور ثابت قدمی میں ذرہ فرق نہ آیا۔ آپ نے اہل بیت کے دشمن اور حضرت زید کے قاتل ہشام کے گورنر کے سامنے گھٹنے ٹیکنے سے انکار کر دیا۔ جب عباسیوں کی حکومت قائم ہوئی تو امام صاحب کے مراسم عباسی خلفاء کے ساتھ بڑے دوستانہ اور مخلصانہ تھے، خلفاء بھی آپ کی دل سے عزت اور قدر کرتے تھے لیکن جب منصور نے حضرات سادات کرام کے ساتھ زیادتیاں کرنا شروع کریں تو آپ اس کے بھی مخالف ہو گئے اور اس نے امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ کے پوتے حضرت امام محمد نفس زکیہ نیز ان کے بھائی اور اپنے استاد مشفق حضرت عبداللہ بن حسن کے نور نظر سے لڑائی شروع کی تو آپ نے ہر قسم کی مصلحت کو پس پشت ڈال دیا اور کھل کر عباسیوں کی مخالفت کی۔ خلیفہ منصور جس نے معمولی سے شبہ پر ابومسلم خراسانی جیسے جرنیل کو تہہ تیغ کر دیا تھا، اس کے غیض و غضب کی بھی حضرت امام اعظم نے پرواہ نہ کی۔ منصور نے آپ کو ہر حیلہ سے اپنی روش ترک کرنے پر مجبور کیا لیکن جب آپ باز نہ آئے تو آپ کو جیل میں ڈال دیا ہر روز آپ کو دس کوڑے لگائے جاتے لیکن آپ نے اپنی روش نہ بدلی اور اس پیرانہ سالی میں راہ محبت میں ہر قسم کی سختیوں کو خوشی سے گوارا کیا یہاں تک کہ آپ نے قید خانہ میں جام شہادت نوش کیا۔

بعض روایتوں میں یہ بھی آیا ہے کہ آپ کو زہر دے دیا گیا تھا۔ آپ نے جان دے دی لیکن اہل بیت کی محبت ترک نہیں کی، اپنے نحیف و نزار بدن پر کوڑے کھائے لیکن باطل کے سامنے سر نہیں جھکایا۔ (تذکرہ امام اعظم ابوحنیفہ)

یارب! میں ان کی آل کی حرمت پہ مر مٹوں
یوں عبد بے ثبات کو حاصل دوام ہو

حضرت امام باقر بن علی بن حسین شہید کربلا رضی اللہ تعالیٰ عنہما مکہ مکرمہ میں تشریف فرما تھے۔ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ چل کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے دیکھ کر فرمایا۔ ابوحنیفہ میں دیکھ رہا ہوں کہ تم میرے دادا عبداللہ کی سنت کا احیاء کرو گے۔ حالانکہ اس وقت معاشرہ اسلام سے ناواقف ہوتا دکھائی دے گا۔ تمہارے پاس پریشان حال لوگ اور مسائل سے ناواقف علماء آیا کریں گے۔ تم ان کی فریادرسی کرو گے، حیران اور پریشان لوگ تمہاری فقیہانہ رہنمائی سے آسانیاں حاصل کریں گے۔ تمہیں اللہ تعالیٰ کی امداد شامل حال ہوگی۔ اس توفیق سے تم حق کے راستہ پر چلتے رہو گے۔ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے حضرت امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی باتیں سنیں دل قوی ہوا اور آپ کا شکریہ ادا کر کے واپس آ گئے۔

امام کردری (متوفی ۸۲۷ھ) فرماتے ہیں: جن علوم کی وضاحت حضرت امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمائی تھی وہ آپ کا علم فراست تھا جس کی وجہ سے آپ نے ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا چہرہ دیکھتے ہی مستقبل کے حالات بیان کر دیئے۔ (مقامات امام اعظم ص ۹۹)

عبدالعزیز بن رواد نے فرمایا: ہم حضرت جعفر صادق بن امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی مجلس میں مقام الحجر میں بیٹھے تھے تو امام ابوحنیفہ بھی حاضر ہوئے اور سلام عرض کیا۔ حضرت جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اٹھے اور آپ کو گلے لگایا خیر و عافیت دریافت کی حتیٰ کہ آپ کے شاگردوں پر بھی دست شفقت فرمایا۔ جب امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دریافت کیا۔ اے ابن رسول! کیا آپ انہیں جانتے ہیں؟ امام جعفر صادق نے فرمایا: میں نے تیرے جیسا احمق اور ناواقف شخص کہیں نہیں دیکھا میں ان کے شاگردوں کی خیریت پوچھ رہا ہوں اور تم کہتے ہو کہ آپ انہیں پہچانتے ہیں؟ یہ ابوحنیفہ اس وقت کے بہت بڑے فقیہ ہیں۔ (مترجم، مقامات امام اعظم ص ۱۹۱، امام کردری صاحب فتاویٰ بزازیہ)

آپ کے شاگرد امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ میں مسجد الحرام (بیت اللہ) میں فتویٰ دے رہے تھے وہاں امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے اور لوگوں میں کھڑے ہو گئے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو معلوم ہوا تو اٹھ کر کھڑے ہو گئے اور عرض کی۔ اے ابن رسول! اگر مجھے آپ کے یہاں آنے یا کھڑے ہونے کا علم ہوتا تو ہرگز نہ بیٹھتا، نہ لوگوں سے گفتگو کرتا۔ امام جعفر صادق نے فرمایا: آپ بیٹھے اور فتویٰ دیجیے۔ میں نے اپنے آباؤ اجداد کو اسی طریقہ پر بیٹھے لوگوں کو سمجھاتے دیکھا ہے۔ (مقامات امام اعظم ص ۲۳۳)

حضرت سیدنا امیر المومنین خلیفۃ المسلمین، داماد مصطفیٰ، فاتح خیبر، امام المشارق والمغارب شیر خدا سیدنا علی المرتضیٰ شاہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میں تمہارے شہر کوفہ کے ایک ایسے مرد کی بات بتاتا ہوں جس کی کنیت "ابوحنیفہ" ہوگی۔

اس کا دل علم وحکمت کا سمندر ہوگا۔ اس کی وجہ سے امت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہلاکت سے بچ جائے گی مگر بعض لوگ اس سے بغض رکھیں گے جس طرح حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے زمانہ میں رافضی ہلاک ہوئے تھے۔
(مقامات امام اعظم ص ۹۷)

حافظ ابوبکر احمد خطیب بغدادی (متوفی ۴۶۳ھ) رقم طراز ہیں: وذهب ثابت الیٰ علی بن ابی طالب وهو صغیر فدعا له بالبرکة فیه وفی ذریة ...... والنعمان بن المرزبان ابو ثابت هو الذی اهدیٰ لعلی بن ابی طالب الفالوذج فی یوم النیروز فقال نوروز نا کل یوم۔ (تاریخ بغداد جلد ۱۳ ص ۳۲۶ مطبوعہ مصر)

ترجمہ: اور ثابت (امام اعظم ابوحنیفہ کے والد محترم) حضرت علی المرتضیٰ ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں دعا کے لئے آئے۔ ان دنوں ثابت کا بچپن تھا حضرت سیدنا علی المرتضیٰ نے ثابت اور آپ کی اولاد کے لیے خیر و برکت کی دعا کی...... اور نعمان بن مرزبان جو کہ ثابت کے والد محترم (اور امام ابوحنیفہ کے دادا جان) تھے انہوں نے نوروز کے دن حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خدمت عالیہ میں فالودہ پیش کیا۔

حضرت نے فرمایا: ہمارے لئے ہر روز ''نوروز'' ہے۔ (سوانح امام المسلمین ص ۲۶)

نوٹ: فارس والوں کے ہاں ''نوروز'' کا دن خوشی کا روز ہوتا ہے۔

☆☆☆☆☆

امام اعظم ابوحنیفہ اور علمِ حدیث

از: علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری صاحب (لاہور)

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ابتداً قرآن وحدیث اور آئمہ اسلام کے ارشادات کی روشنی میں عظمتِ امام کے بارے میں کچھ عرض کر دیا جائے۔ ارشادِ ربانی ہے

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ (پ ۱۱، التوبہ آیت ۱۰۰)

ترجمہ: اور سب میں اگلے پہلے مہاجر اور انصار اور جو بھلائی کے ساتھ ان کے پیرو ہوئے اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی۔

امام ابوحنیفہ تابعین میں سے ہیں اس لیے ''رضی اللّٰہ عنهم ورضوا عنه'' کا مژدۂ جانفزا ان کے لیے بھی ہے، سرکار دو عالم ﷺ کا ارشاد ہے۔

لو کان الدین عندالثریا لذهب به رجل من فارس

(صحیح مسلم عربی کراچی ج ۲ ص ۳۱۲)

اگر دین ثریا کے پاس بھی ہو تو فارس کا ایک مرد اسے پا لے گا۔

علامہ سیوطی فرماتے ہیں یہ صحیح اور قابلِ اعتماد اصل ہے جس میں امام ابوحنیفہ کی بشارت ہے علامہ سیوطی کے شاگرد اور سیرت شامیہ کے مصنف حضرتِ شیخ محمد بن یوسف صالحی شافعی فرماتے ہیں کہ شیخ کا یہ فرمان بالکل صحیح ہے کہ اس حدیث کا اشارہ امام اعظم کی طرف ہے کیونکہ اہلِ فارس میں سے کوئی بھی ان کے مبلغ علم کو نہیں پہنچ سکا۔ (ردالمحتار ج ۱ ص ۴۹)

امام اعظم کی خصوصیات:

☆ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ متعدد اوصاف میں دیگر آئمہ مجتہدین سے ممتاز ہیں۔

☆ آپ زمانہ صحابہ میں پیدا ہوئے جو بحکم حدیث خیر القرون میں سے ہے۔

☆ آپ نے متعدد صحابہ کرام کی زیارت کی ان سے حدیثیں سنیں اور روایت بھی کیں،

☆ تابعین کے دور میں اجتہاد کیا اور فتویٰ دیا، مشہور محدث امام اعمش حج کے لیے روانہ ہوئے تو مسائل حج امام صاحب سے لکھوا کر ساتھ لے گئے حالانکہ وہ حدیث میں امام صاحب کے اساتذہ میں سے ہیں۔

☆ جلیل القدر آئمہ حدیث آپ سے روایت کرتے ہیں حضرتِ عمرو بن دینار امام صاحب کے اساتذہ

میں سے ہیں اس کے باوجود آپ سے روایت کرتے ہیں۔

☆ آپ نے چار ہزار مشائخ سے علم حاصل کیا' آئمہ اربعہ میں سے کسی دوسرے امام کے اتنے اساتذہ نہیں ہیں۔

☆ انہیں شاگردوں کی ایسی بے نظیر جماعت میسر آئی جو بعد میں کسی امام کو میسر نہ آئی۔

☆ خطیب بغدادی کہتے ہیں کہ حضرت وکیع ابن الجراح کی مجلس میں کسی نے کہہ دیا ابوحنیفہ نے خطا کی' انہوں نے فرمایا ابوحنیفہ کیسے غلطی کر سکتے ہیں جب کہ ان کی مجلس علمی میں ابویوسف' زفر اور محمد ایسے ماہرین قیاس اور مجتہد موجود ہیں یحییٰ ابن زکریا' حفص ابن غیاث حبان اور مندل ایسے حافظ الحدیث اور حدیث کی معرفت رکھنے والے ہیں' حضرت عبداللہ بن مسعود کی اولاد میں سے قاسم ابن معن ایسے لغت اور عربی زبان کے امام موجود ہیں' داؤد ابن نصیر طائی' فضیل ابن عیاض ایسے پیکر زہد وتقویٰ ہیں جہاں ایسے لوگ موجود ہیں وہ انہیں غلطی نہیں کرنے دیں گے اور اگر ان سے خطا سرزد ہو بھی جائے تو یہ حضرات انہیں حق کی طرف پھیر دیں گے۔

☆ آپ فقہ کے پہلے مدون ہیں' اس سے پہلے صحابہ کرام اور تابعین اپنی یادداشت پر اعتماد کرتے تھے۔ امام صاحب نے محسوس کیا کہ اگر مسائل اسی طرح بکھرے رہے تو علم کے ضائع ہو جانے کا خطرہ ہے اس لیے آپ نے فقہ کو مختلف کتب اور ابواب پر مرتب کر دیا' امام مالک نے مؤطا کی ترتیب میں آپ ہی کی پیروی کی۔

. آپ کا مذہب دنیا کے ان خطوں میں پہنچا جہاں دوسرے مذاہب نہیں پہنچے۔

آپ اپنے کاروبار کی آمدن سے گزر بسر کرتے تھے' اہل علم پر خرچ کرتے اور کسی کا ہدیہ قبول نہیں کرتے تھے۔

آپ کی عبادت وریاضت' زہد وتقویٰ اور حج وعمرہ کی کثرت حد تواتر کو پہنچی ہوئی ہے۔ (عقود الجمان ص ۱۸۵)

اکابر اسلام کی تحسین اور ستائش:

آپ کی تعریف وثنا کرنے والوں میں عالم اسلام کے وہ مسلم امام ہیں جن کے مقابل مخالفین اور معترضین کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

امام ابوحنیفہ کی ملاقات حضرت امام جعفر صادق کے ساتھ حطیم کعبہ میں ہوئی انہوں نے معانقہ کیا اور خیریت دریافت کی یہاں تک کہ خدام کی خیریت بھی دریافت کی' امام صاحب کے جانے کے بعد کسی نے پوچھا کہ اے فرزند رسول آپ انہیں پہچانتے ہیں؟ امام جعفر صادق نے فرمایا میں نے تم سے بڑا بے وقوف نہیں دیکھا میں ان سے خدام تک کی خیریت دریافت کر رہا ہوں اور تم کہتے ہو کیا آپ انہیں پہچانتے ہیں؟۔

یہ ابوحنیفہ ہیں اور اپنے شہر (کوفہ) کے سب سے بڑے فقیہ ہیں۔ (الجواهر المضيه ج ۲ ص ۴۵۸)

یاد رہے کہ کوفہ اس دور میں عالم اسلام کا اہم ترین علمی مرکز تھا۔

امام شافعی فرماتے ہیں:

کوئی شخص ابوحنیفہ کی کتابوں کا مطالعہ کیے بغیر فقہ میں کمال حاصل نہیں کر سکتا۔ (اخبار ابی حنیفة وصاحبیه ۸۱)

کادح ابن زحمہ کا بیان ہے۔

ایک شخص نے امام مالک سے پوچھا کہ اگر کسی کے پاس دو کپڑے ہوں ان میں سے ایک پاک اور دوسرا پلید ہو (اور اسے معلوم نہ ہو کہ پاک کون سا ہے) اور نماز کا وقت آ جائے تو وہ کیا کرے؟ امام مالک نے فرمایا غور وفکر کرے جس کے پاک ہونے کا غالب گمان ہو اسے استعمال کرے۔ (کادح ابن زحمہ کہتے ہیں)

میں نے انہیں بتایا کہ امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں کہ ان کپڑوں میں سے ہر ایک کو پہن کر ایک ایک دفعہ نماز ادا کرے' امام مالک نے اس شخص کو بلایا اور وہی مسئلہ بتایا جو امام ابوحنیفہ کا فتویٰ تھا۔ (ایضاً ص ۴۷)

امام اعظم ابوحنیفہ کا اصل میدان اجتہاد اور استنباط مسائل تھا۔ حضرت ملا علی قاری نے خطیب خوارزمی کا یہ قول نقل کیا ہے کہ امام ابوحنیفہ نے تراسی ہزار (۸۳۰۰۰) مسائل بیان کیے ہیں جن میں سے اڑتیس ہزار (۳۸۰۰۰) مسائل عبادات سے اور باقی معاملات سے متعلق ہیں اگر ابوحنیفہ نہ ہوتے تو لوگ گمراہی اور جہالت کی وادیوں میں بھٹک رہے ہوتے۔ (الجواهر المضيه ج ۲ ص ۴۷۲)

اسی لیے آپ محدثانہ انداز میں حدیث پڑھانے اور اس کی روایت کی طرف متوجہ نہ ہو سکے۔ تاہم آپ حدیث کے عظیم ترین حافظ تھے حافظ الحدیث اس عالم کو کہتے ہیں جسے ایک لاکھ حدیث متن اور سند سمیت یاد ہو اور سند کے ایک ایک راوی کے تمام حالات سے باخبر ہو۔

حضرت محمد ابن سماعہ فرماتے ہیں۔

امام ابوحنیفہ نے اپنی کتابوں میں ستر ہزار سے زیادہ حدیثیں پیش کی ہیں اور چالیس ہزار احادیث سے آثار صحابہ کا انتخاب کیا ہے۔ (ایضاً)

آئمہ حدیث کے چند ارشادات ملاحظہ ہوں:

یزید ابن ہارون فرماتے ہیں۔ ابوحنیفہ متقی' پرہیزگار' زاہد' عالم' زبان کے سچے اور اپنے زمانے کے سب سے بڑے حافظ تھے' میں نے ان سے معاصرین بھی پائے انہوں نے یہی کہا کہ انہوں نے ابوحنیفہ سے بڑا فقیہ نہیں دیکھا۔ (عقود الجمان ص ۱۹۴)

مشہور نقاد اور حافظ الحدیث یحییٰ ابن معین فرماتے ہیں ابوحنیفہ ثقہ ہیں حدیث اور فقہ میں سچے ہیں اور اللہ

تعالیٰ کے دین کے امین ہیں۔ (ایضاً)

امیر المؤمنین فی الحدیث حضرتِ شعبہ نے آپ کے وصال پر دعائے خیر کے بعد فرمایا۔

اہلِ کوفہ سے نورِ علم کی ضیاء چلی گئی اب یہ لوگ ان جیسا قیامت تک نہیں دیکھیں گے۔ (اخبار ابی حنیفة صاحبیه)

حضرتِ سفیان ثوری فرماتے ہیں۔

ابوحنیفہ علم میں نیزے کی انی سے زیادہ تیز راہ پر چلتے تھے خدا کی قسم! وہ علم کو مضبوطی سے پکڑے ہوئے تھے۔ حرام کاموں سے منع فرماتے اور اپنے شہر والوں کے لیے سرچشمہ تھے۔ وہ صرف ان حدیثوں کا لینا جائز قرار دیتے تھے جو ان کے نزدیک صحیح سند کے ساتھ نبی اکرم ﷺ سے ثابت تھیں۔ وہ ناسخ و منسوخ حدیثوں کی کامل معرفت رکھتے تھے وہ مستند راویوں کی روایات اور نبی اکرم ﷺ کے آخری فعل کی تلاش میں رہتے تھے اور علماء کوفہ کی اکثریت کو جس راہِ حق پر پاتے اسے اپنا لیتے اور اسے اپنا دین قرار دیتے تھے۔ (ایضاً)

قاضی القضاۃ امام ابو یوسف فرماتے ہیں۔

میں نے جس مسئلے میں بھی امام ابوحنیفہ سے اختلاف کیا تو غور کرنے پر ان کا مذہب ہی آخرت میں زیادہ نجات دینے والا معلوم ہوا بعض اوقات میں حدیث کی طرف رجحان اختیار کرتا تو وہ حدیث صحیح کے مجھ سے زیادہ واقف ہوتے۔

یہ بھی ان ہی کا بیان ہے کہ

ہم علم کے کسی باب میں امام ابوحنیفہ سے گفتگو کرتے جب امام کسی قول پر اپنا فیصلہ دے دیتے اور آپ کے تلامذہ اس پر متفق ہو جاتے یا امام صاحب فرماتے کہ ہمارا اس قول پر اتفاق ہے تو میں مشائخ کوفہ کے پاس اس توقع پر حاضر ہوتا کہ ان سے کوئی حدیث یا اثر صحابہ امام کے قول کی تائید میں حاصل کروں، چنانچہ کبھی مجھے دو حدیثیں مل جاتیں اور کبھی تین، میں وہ حدیثیں لا کر امام کی خدمت میں پیش کرتا تو وہ ان میں سے بعض کو قبول کر لیتے اور بعض کو رد کر دیتے اور فرماتے یہ صحیح نہیں ہے یا معروف نہیں ہے حالانکہ وہ حدیث ان کے مذہب کے موافق ہوتی، میں عرض کرتا کہ آپ کو اس کا علم کیسے ہے تو امام صاحب فرماتے کہ کوفہ کا تمام علم مجھے حاصل ہے۔ (عقود الجمان ص ۳۲۱)

امام ترمذی جو ایک حدیث میں امام بخاری و مسلم کے بھی استاد ہیں جرح و تعدیل میں امام اعظم کے قول کو حجت تسلیم کرتے ہیں ترمذی شریف کی دوسری جلد، کتاب العلل میں ابو یحییٰ حمانی سے روایت کرتے ہیں۔

میں نے ابوحنیفہ کو فرماتے سنا کہ میں نے جابر جعفی سے بڑا جھوٹا اور عطاء ابن ابی رباح سے زیادہ فضیلت والا کوئی نہیں دیکھا۔ (مقدمہ مفید المفتی ملتان ص ۱۰۱)

شمس الدین ذہبی نے آپ کو حفاظ حدیث میں شمار کیا (تذکرۃ الحفاظ ج ۱ ص ۱۶۸)

تطبیق احادیث: احادیث میں اگر بظاہر تعارض واقع ہو تو پہلا مرحلہ یہ ہے کہ ان میں تطبیق دی جائے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو احادیث مختلفہ کی تطبیق میں بھی ید طولیٰ حاصل تھا۔

سب سے پہلے ایمان لانے کی سعادت کسے حاصل ہوئی، اس بارے میں مختلف روایات ہیں۔ پہلے پہل ان میں امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تطبیق دی کہ مردوں میں سب سے پہلے حضرتِ ابوبکر، عورتوں میں حضرتِ خدیجۃ الکبریٰ، بچوں میں حضرتِ علی اور غلاموں میں حضرتِ زید ایمان لائے رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

(عبد الوہاب عبد اللطیف حاشیہ الصواعق المحرقہ ص ۷۶ مطبوعہ قاہرہ مصر)

اسی طرح رکعات نماز میں کسی کو شک واقع ہو جائے تو اسے کیا کرنا چاہیے؟ اس سلسلے میں تین مختلف روایتیں ہیں امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان میں یوں تطبیق دی کہ اگر کسی کو پہلی مرتبہ شک واقع ہو تو اسے از سر نو نماز پڑھنی چاہیے اور اگر اسے شک واقع ہوتا رہتا ہے تو غور کرے جس طرح اس کا غالب گمان ہو اس پر عمل کرے اور اگر کسی طرف بھی غلبۂ ظن حاصل نہیں اور دونوں جانبیں برابر ہیں تو کم تعداد کو اختیار کرے۔ (کوثر النبی ملتان ج ۱ ص ۴۱) مثلاً تین چار میں تردد ہو تو تین رکعتیں قرار دے۔ اور ایک رکعت مزید پڑھ لے۔

امام ابوحنیفہ اور محدثین: یہ ایک حقیقت ہے کہ ہر باکمال پر حسد کیا گیا ہے اور دانستہ یا نادانستہ اس کی عظمت کو داغ دار کرنے کی کوشش کی گئی ہے اس لیے کوئی وجہ نہ تھی کہ امام اعظم پر حسد نہ کیا جاتا، امام صاحب نے اسی صورت حال کے پیش نظر فرمایا۔

ان یحسدونی فانی غیر لائمهم
قبلی من الناس اهل الفضل قد حسدوا
فدام لی ولهم مابی ومابهم
ومات اکثرنا غیظاً لما وجدوا

اگر لوگ مجھ پر حسد کرتے ہیں تو میں انہیں ملامت نہیں کرتا مجھ سے پہلے فضیلت والوں پر حسد کیا گیا ہے۔ میری خوبی اور حالت میرے ساتھ رہی اور ان کی ان کے ساتھ اور ہم میں سے اکثر اپنے صدمے کے غصے میں مر گئے۔ (الجواهر المضیه ج ۲ ص ۴۹۸)

ضابطہ جرح و تعدیل: مشہور یہ ہے کہ جرح، تعدیل پر مقدم ہے لیکن یہ مطلقاً صحیح نہیں ہے، امام حافظ تاج الدین سبکی، طبقات کبریٰ میں فرماتے ہیں،

ہمارے نزدیک صحیح یہ ہے کہ جس شخصیت کی امامت و عدالت ثابت ہو اس کی مدح اور تعریف کرنے والے

زیادہ اور اس پر جرح کرنے والے کم ہوں اور مذہبی تعصب یا اس کے علاوہ دیگر قرائن بھی موجود ہوں جن کی بنا پر جرح کی گئی ہو تو ہم جرح کو قابل توجہ قرار نہیں دیں گے۔ اور ہم اس شخصیت کی عدالت کو تسلیم کریں گے کیونکہ اگر ہم یہ دروازہ کھول دیں اور مطلقاً جرح کا مقدم ہونا تسلیم کر لیں تو کوئی امام بھی محفوظ نہیں رہ سکے گا اس لیے کہ ہر امام پر کچھ نہ کچھ لوگوں نے طعن کیا ہے اور ہلاکت کی وادی میں جا گرے ہیں۔ (عقود الجمان ص ۳۹۳)

حدیث اور قیاس: بعض شافعیہ نے کہا کہ امام ابوحنیفہ قیاس پر عمل کرتے ہیں اور حدیث کو چھوڑ دیتے ہیں یہاں تک کہ بعض محدثین **قال بعض اهلِ الرأی** کے عنوان سے امام صاحب کا قول بیان کرتے ہیں۔

یہ الزام حقیقت کے سراسر خلاف ہے حضرتِ عبداللہ ابن مبارک علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں امام ابوحنیفہ نے فرمایا۔

جب رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہم تک پہنچے تو سر آنکھوں پر اور جب صحابہ کرام سے مروی ہو (اور صحابہ کرام کا آپس میں اختلاف ہو) تو ہم ان میں سے کسی ایک کا قول اختیار کرتے ہیں۔ ایسا نہیں ہوتا کہ ہم ان میں سے کسی کا قول بھی اختیار نہ کریں اور جب تابعین کا قول مروی ہو تو ہم ان سے اختلاف کرتے ہیں۔ (ایضاً)

امام صاحب کی مجلس میں ایک شخص نے تعریفیں کرتے ہوئے کہا سب سے پہلے ابلیس نے قیاس کیا تھا امام اعظم نے فرمایا۔

تمہارا یہ کلام بے محل ہے ابلیس لعین نے اللہ تعالیٰ کا حکم رد کرنے کے لیے قیاس کیا تھا اللہ تعالیٰ نے اسے آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا حکم دیا تو اس نے کہا۔

قَالَ ءَاَسْجُدُ لِمَنْ خَلَقْتَ طِيْنًا (پ۱۵ بنی اسرائیل آیت ۶۱)

ترجمہ: بولا کیا میں اسے سجدہ کروں جسے تو نے مٹی سے بنایا ہے۔

اور ہم اس لیے قیاس کرتے ہیں کہ ایک مسئلے کو دلائل شرعیہ میں سے کسی دلیل، کتاب اللہ یا سنت رسول اللہ یا اجماعِ صحابہ کی طرف راجع کریں ہم اجتہاد کرتے ہیں اور اتباع خداوندی کے گرد گردش کرتے ہیں ہمارے قیاس کا اس قیاس سے کیا تعلق؟

اس شخص نے برملا توبہ کی اور کہا اللہ تعالیٰ آپ کے دل کو منور کرے جس طرح آپ نے میرا دل منور کیا ہے۔ (الجواهر المضيه ج ۲ ص ۴۷۳)

قابلِ غور بات یہ ہے کہ احناف کے نزدیک سند کے لحاظ سے ضعیف حدیث قیاس پر مقدم ہے جب کہ امام شافعی حدیث ضعیف کی بعض قسموں پر قیاس کو مقدم قرار دیتے ہیں امام ابوحنیفہ کے نزدیک حدیث مرسل جسے تابعی، صحابہ کا ذکر کیے بغیر روایت کرے حجت ہے جب کہ امام شافعی کے نزدیک حجت نہیں ہے۔ امام ابوحنیفہ

صحابی کی تقلید کرتے ہیں کیونکہ ہوسکتا ہے صحابی نے وہ حدیث حضور اکرم ﷺ سے سنی ہو، جب کہ امام شافعی، صحابی کی تقلید نہیں کرتے، امام احمد بن حنبل کے بارے میں مشہور ہے کہ ان کے مذہب کی بنا حدیث پر ہے تحقیق اور تتبع سے پتا چلتا ہے کہ امام احمد کا اختلاف امام ابوحنیفہ سے اتنا نہیں جتنا امام شافعی سے ہے۔

(کوثر النبی ج ۱ ص ۵۴)

حضرتِ نصر ابن محمد ابن یحییٰ بلخی فرماتے ہیں: میں نے امام احمد بن حنبل سے پوچھا آپ کو امام ابوحنیفہ پر کیا اعتراض ہے؟ انہوں نے فرمایا وہ قیاس کرتے ہیں، میں نے کہا کیا امام مالک قیاس نہیں کرتے؟ انہوں نے فرمایا ہاں وہ قیاس کرتے ہیں لیکن ابوحنیفہ کا قیاس کتابوں میں محفوظ ہو گیا ہے۔ میں نے کہا امام مالک کا قیاس بھی کتابوں میں محفوظ ہے۔ فرمایا: ابوحنیفہ ان سے زیادہ قیاس کرتے ہیں۔ میں نے کہا، آپ کو چاہیے تھا کہ امام ابوحنیفہ پر ان کے حصہ کے مطابق اور امام مالک، پر ان کے حصہ کے مطابق کلام کرتے، تو امام احمد خاموش ہو گئے۔ (عقود الجمان ص ۳۸۷)

علامہ عبدالعزیز پرہاروی فرماتے ہیں: امام ابوحنیفہ کا طریقہ یہ تھا کہ اس حدیث کو ترجیح دیتے تھے جو قیاس کے موافق ہوتی تھی اور مخالفِ قیاس حدیث کو مرجوح قرار دیتے تھے، امام صاحب حدیث کو ترجیح دینے کے لیے عقلی دلیل بیان فرما دیتے تھے لیکن بعض حنفی علماء نے حدیث کے تلاش کرنے میں سستی کا مظاہرہ کیا اور صرف عقلی دلیل بیان کر دی جس سے لوگوں میں یہ تاثر پیدا ہو گیا کہ اس مذہب کی بناء ہی رائے اور قیاس پر ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ امام ابوحنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ تعالیٰ حدیث کی معرفت اور اتباع سنت کے بلندترین مقام پر فائز تھے۔ (کوثر النبی ج ۵۳)

چند احادیث، ملاحظہ ہوں جن پر امام ابوحنیفہ نے عمل نہیں کیا اور یہ بھی ملاحظہ فرمائیں کہ کیوں عمل نہیں کیا۔

حدیثِ مُصَرّاۃ: عرب میں تاجروں کی عام طور پر یہ عادت تھی کہ مادہ جانور کے فروخت کرنے سے پہلے ایک دو دن اس کے دودھ نہیں دوہتے تھے۔ خریدار تھنوں کو دودھ سے بھرا ہوا دیکھ کر وہ جانور گراں قیمت پر خرید لیتا، گھر جا کر اس پر منکشف ہوتا کہ اس کے ساتھ کیا دھوکہ ہوا ہے ایسے جانور کو مصرّاۃ کہتے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک حدیث مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص مُصَرّاۃ بکری خریدے اور گھر لے جا کر اس کا دودھ دوہے تو اگر اس کے دودھ پر راضی ہے تو اسے رکھ لے ورنہ بکری اور اس کے ساتھ ایک صاع وساڑھے چار سیر، کھجور واپس کر دے۔ (صحیح مسلم، مطبوعہ نور محمد، کراچی ج ۲ ص ۴)

امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں کہ خریدار بکری واپس نہیں کر سکتا البتہ دودھ کی کمی کے سبب بکری کی قیمت میں جتنی